

يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَدَّ شُدَّ فِي النَّارِ (مَقْنُونُ السَّاحِبِ كِتَابُ الْإِيمَان)
 جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جو جماعت سے جدا ہوا وہ جدا ہو کر جہنم میں گیا
 طَرِيقُ النِّجَاتِ مُتَابَعَةُ أَهْلِ بُنَّةٍ وَالْجَمَاعَةِ
 نجات کا طریقہ اہل سنت و جماعت کی متابعت و (پیروی) میں ہے
 (مکتوبات امام ربانی و مکتوبہ مکتوبہ نمبر ۶۷)

رَبِّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنْ شَاءَ رَبِّي آمِينَ

عقائد اہل سنت و جماعت

مرتبہ:

صوفیہ لکچرر ڈاکٹر شہیناز بیگم

ناشر:-

شہزاد ربانی پبلی کیشنز

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند، دیوبند، چوک شہر، ربانی، ایڈریس: ۱۰، ایڈریس: ۱۰، ایڈریس: ۱۰، ایڈریس: ۱۰

يَذُ اللّٰهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَدَّ شُدَّ لِي النَّارِ (مكتوبہ الصالحین باب الايمان)
 جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جو جماعت سے جدا ہوا وہ جدا ہو کر جہنم میں گیا
 طَرِيقُ النَّجَاتِ مُتَابَعَةُ اَهْلِ سُنَّةٍ وَالْجَمَاعَةِ
 نجات کا طریقہ اہل سنت و جماعت کی متابعت و (پیروی) میں ہے
 (مکتوبات امام ربانی دفتروم مکتوب نمبر ۶)

مکتوباتِ امام ربانی میں عقائد اہل سنت و جماعت

ترتیب:

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ناشر

شیخ ربانی پبلی کیشنز

جامعہ اسلامیہ اسلامیہ اسلامیہ، ضلع لاہور، چوک شیر پائی، ۲۰ ایکڑ کیم نیو منگل، لاہور، پاکستان

اَعَدَّ ذِكْرُ نِعْمَانِ بْنِ زَكْرِيَّا
 هُوَ الْمُسَيِّكُ مَا كَرِهَتْ بَيْضُوكَ

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کیا یاد رکھ کر کہو، کیونکہ وہ ملک کی مانند ہے اس جتنا کبھی سے خوشبو آتی ہے
 جوامع النجاش (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

سلسلہ اشاعت نمبر ۳۷

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	کتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت و جماعت
مرتبہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
صفحات	۱۱۲
اشاعت	محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۸ء
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	شیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور
کمپوزنگ	کاشف حمید، محمد ناظم بشیر نقشبندی

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر

شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ من آباد لاہور

فون آفس 042.7571809 موبائل 0321-7574414

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس حقیر کاوش کو سراج الامہ، امام الانصاف حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب کرنے میں خاص روحانی لطف و سرور محسوس کرتا ہے کیونکہ آپ فقہ کے بانی ہیں اور تین چوتھائی علم فقہ آپ کو مسلم ہے۔ آپ سنت نبوی کی پیروی میں تمام مسلمانوں بلکہ آئمہ دین سے بھی آگے ہیں۔ آپ احترام کے باعث مرسل احادیث پر بھی مسند احادیث کی طرح عمل کرتے تھے۔ اقوال صحابہ اور مرسل احادیث کو بھی اپنی رائے پر ترجیح دیتے تھے آپ دین کے سردار اور مسلمانوں کے رئیس ہیں آپ مسلمانوں کے سوا راہِ عظیم کے پیشوا اور اللہ کا نور (نور ہدایت) ہیں آپ کی تقلید و قیامت مسلمانوں کو گمراہی سے نجات اور ہدایت کا نور مہیا کرتی رہے گی۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۔	پیش لفظ	۱
۲۔	کتوبات امام ربانی میں عقائد اہلسنت و جماعت	۵
۳۔	حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا شان و مرتبہ	۲۱
۴۔	اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے	۲۳
۵۔	صفات باری تعالیٰ	۲۴
۶۔	اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا	۲۵
۷۔	خیر و شر	۲۶
۸۔	جس چیز کا بندہ سے کوئی کلف ظہر یا کیا ہے اسے کرنے کی طاقت بھی دی ہے	۲۷
۹۔	اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدیم نہیں ہے	۲۷
۱۰۔	اللہ تعالیٰ نے جو قصہ اختیار بند سے کوئے رہا ہے وہ جس اور کس جس دونوں کے متعلق ہے	۲۹
۱۱۔	رویت باری تعالیٰ	۳۰
۱۲۔	جو دنیا میں رویت باری تعالیٰ کا قائل ہو وہ مفتری ہے	۳۱
۱۳۔	آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے	۳۱
۱۴۔	معراج النبی اور رویت باری تعالیٰ	۳۲

۱۵۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان	۳۳
۱۶۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں	۳۴
۱۷۔	نور و بنشر	۳۴
۱۸۔	حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے	۳۶
۱۹۔	حضور ﷺ نور ہیں	۳۶
۲۰۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج ہدنی سے مشرف ہوئے	۳۷
۲۱۔	حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا	۳۷
۲۲۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنے والے	۴۰
۲۳۔	علم غیب	۴۲
۲۴۔	حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد الوفاۃ	۴۹
۲۵۔	امکان کذب	۵۰
۲۶۔	توقیر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۵۲
۲۷۔	امت محمدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین ہیں	۵۳
۲۸۔	صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صحابہ کرام سے افضل ہونے کی وجہ	۵۳
۲۹۔	افضلیت شیخین	۵۷
۳۰۔	صحابی کا مرتبہ	۶۰
۳۱۔	صحابہ کرام کا کامل احترام	۶۰

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

پیش لفظ

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی مجددی

اسلام ایک کامل و اکمل اور ہمہ گیر آفاقی دین ہے جو پچھلے جملہ مذاہب و ادویان کا ناخ اور جامع بھی ہے اس کا ماخذ اول قرآن حکیم ہے جو کلام الہی ہے اور اس کلام سبین کی تشریح و توضیح کلام رسول یعنی حدیث نبوی ہے جو دوسرا ماخذ ہے کتاب و سنت میں عقیدہ کی اہمیت پر پورا زور دیا گیا ہے اور دین اسلام کی اساس و بنیادی عقائد کی کامل صحت و درستگی پر ہے عقائد سے مراد ایمانیات ہیں اور اعمال سے مراد اسلام ہے ایمان بنیاد ہے اور اعمال اس پر تعمیر ہے اگر ایمان درست نہیں تو اعمال کی بھی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ جس کی بنیاد ہی درست نہ ہو اس پر تعمیر فائدہ مند نہیں اور اگر ایمان درست ہے تو اعمال بھی مقبول و مفید ہیں اور ان پر اجر و ثواب ہے تاہم اگر اعمال میں کچھ کمی بھی ہوئی تو ایمان کی برکت سے وہ کمی پوری ہو جائیگی جس طرح دین اسلام کا بنیادی و اساسی اور اہم عقیدہ توحید و رسالت ہے اسی طرح دوسرے متعلقہ عقائد بھی اس کی شاخیں ہیں جن پر پختہ اعتقاد و بھروسہ اور یقین لازمی ہے برصغیر پاک و ہند میں فقہ حنفی کے مطابق اہل سنت و جماعت کے عقائد کی تہجانی گزشتہ کئی صدیوں سے جاری تھی یہاں تک کہ علماء احناف نے اس پر متعدد تصانیف پیش کیں جنکی تفصیل طویل ہے البتہ ان تصانیف کے حوالے سے مکتوبات امام ربانی، مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور فتاویٰ عالمگیری کو ایک خصوصی درجہ

۳۲	خلفائے اربعہ کی فضیلت	۶۱
۳۳	صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے	۶۲
۳۴	مقام حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۳
۳۵	فضائل اہل بیت (علیہم السلام والرضوان)	۶۸
۳۶	تصرفات کاملین	۷۷
۳۷	عظمت اولیاء کرام	۸۳
۳۸	محبت اولیاء کرام	۸۸
۳۹	وسیلہ واستمداد	۹۱
۴۰	ایصال ثواب	۹۷
۴۱	عرس کا ثبوت	۹۹
۴۲	تصور شیخ	۱۰۱
۴۳	تحفہ میلاد شریف	۱۰۳
۴۴	نوافل کی نسبت فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے	۱۰۵
۴۵	نماز تہجد کو باجماعت ادا کرنا خلاف سنت ہے	۱۰۶
۴۶	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب کے مقلد تھے	۱۰۸
۴۷	ماخذ	۱۱۲

حاصل ہے ان کتب میں عقائد اہل سنت کی بھرپور وضاحت اور تفصیل موجود ہے۔ پچھلی صدی کی بکثرت شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں مخالفین عقائد اہل سنت کا مکمل رد کیا ہے بلکہ ان موضوعات پر مدلل و مفصل کتابیں تصنیف کی ہیں جس سے غیر مقلدوں، سلفیوں، رافضیوں، خوارج، صلح کلیوں اور دیوبندی مکتبہ فکر کے پھیلائے ہوئے فساد عقائد کا پول کھول دیا ہے اور حقائق و معارف کی شمعیں فروزاں کی ہیں دیوبندی مکتبہ فکر جو برعم خویش سنی کہلاتے ہیں لیکن بدلا اور خفیہ دونوں طریقوں سے غیر مقلدوں، سلفیوں اور نجدیوں کے ہمنوا ہیں بلکہ انکے عقائد کو خوب اچھا جانتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں یہ تصریح موجود ہے جبکہ اس کے برعکس غیر مقلد سلفی اور نجدی مقلدین کو برملا بدعتی و گمراہ اور مشرک کہتے اور لکھتے ہیں اب یہ فیصلہ تو دیوبندی مکتبہ فکر کی عدالت میں ہے کہ اگر ان کے عقائد اچھے ہیں تو یہ اپنے مؤیدوں کے پیچھے کیوں پڑے ہیں اور انہیں کیا سمجھتے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو یہ باطل پر اور اگر یہ صحیح ہیں تو یہ پھر منافقت اور صلح کلی اور باہمی روابط دینی و قلبی کا کیا جواز ہے ان حضرات کی شورشوں سے عقائد کے بارے ایک وسیع خلفشار پیدا کیا گیا ہے تو اس تناظر میں یہ ضروری تھا کہ پچھلی ڈیڑھ دو صدیوں سے پھیلائے ہوئے اس تاریک ماحول کو صحت عقائد کے نور سے روشنی بخشی جائے تاکہ ظلمت و نور، حق و باطل، غلط اور صحیح کا امتیاز ہو جائے، امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اہل طریقت و شریعت کی مسلمہ اور مستند ہستی ہیں اور سبھی ان کے فضائل اور جلالت علمی و فکری کے قائل ہیں۔

ان کے بارے میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

انہوں نے نہ صرف اکبری وین الہی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جملہ خرافات اکبری کا قلع قمع کیا اور بطور مجدد دین و ملت، ملت اسلامیہ کی کامل راہ نمائی کی اور دین اسلام کے احیاء کی عظیم و بلیغ سعی فرمائی اور باطل قوتوں کو ملیا میٹ کر دیا۔ مجدد ربانی ملت اسلامیہ کے عظیم محسنوں میں سے ہیں جس میں کسی کو کلام نہیں ”مکتوبات“ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے ایک اہم تحفہ ہے اور ان مکتوبات میں جس چیز پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ دین حق کی بالادستی، کتاب و سنت کی اہمیت و ضرورت اور فقہ حنفی کی تقلید و پیروی ہے اور اسی روشنی میں اہل سنت و جماعت کے مسلمہ عقائد کی مکمل ترجمانی بھی ہے زیر نظر کتاب ”مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت و جماعت“ اس سلسلے کی کڑی ہے جسے ہمارے مخدوم صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی صاحب نے بڑی جانفشانی و عرق ریزی کے بعد پیش کیا ہے۔ صوفی صاحب موصوف میاں جمیل احمد شریقوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین شریقور شریف کے دبستان فیض کا شگفتہ گلاب ہیں جنگی مہم شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی اسی خوشبو اور رنگ سپینے ہوئے ہیں میاں جمیل احمد صاحب اگر فیضان نقشبندیہ کا پاکیزہ تالاب ہیں تو صوفی غلام سرور صاحب نقشبندی اس حوض کرم کا تروتازہ اور شاداب کنول ہیں۔ صوفی صاحب اب ماشاء اللہ کثیر التصانیف ہیں اور ہر آنیوالی پیشکش ایک خصوصی آہنگ لئے ہوئے ہے

اس کتاب میں انہوں نے مکتوبات کی روشنی میں عقائد اہل سنت و جماعت کی انتہائی حسین، مؤثر اور مدلل پیرائے میں ترجمانی کی ہے کہ قارئین پڑھنے کے بعد خود ہی حقائق جان لیں گے کہ اہل سنت و جماعت جو سو ادا عظیم ہے انہی کے عقائد حق و صواب ہیں اور سلف و خلف کا یہی عقیدہ ہے اور اس سلسلہ میں پھیلائی ہوئی باتیں نہ صرف دھوکا بلکہ گمراہی کی بے جا وکالت ہے۔ اس وقت اس کتاب کی بڑی ضرورت تھی تو مخدوم نے اس کمی کو بدرجہا حسن و اتم پورا کیا ہے اللہ تعالیٰ انکی سعی مشکور و مقبول فرمائے اور لوگوں کیلئے کامل راہنمائی اور صراطِ مستقیم کی صحیح نشاندہی کا باعث ہو۔ (آمین، محمد امجد الدین علی نقیہ، دارالعلم)

مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہلسنت و جماعت

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد کی درستی پر ہزار و زور دیا ہے۔ چونکہ عقیدے کی صحت و درستگی قبولیت اعمال کے لئے لازمی شرط ہے۔ عقیدہ بنیاد و اساس ہے اور اعمال اس کی شاخیں ہیں۔ عقیدے ٹھیک نہ ہوں تو اعمال حسنہ چاہے کتنے ہی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص کے ساتھ ادا کیئے جائیں نہ ان کی قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے، نہ ان پر ثواب مل سکتا ہے۔ یہودیوں کے درویش اور عیسائیوں کے راہب چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کے منکر ہیں اور ازراہ بغض و حسد حضور ﷺ کی تعریف اور فضائل و کمالات جو تورات و انجیل میں مذکور ہیں اسے چھپاتے ہیں۔ اور اس میں تحریف کرتے ہیں اس لئے دوسرے کفار و شرکین کی طرح یہ بھی آتش و دوزخ میں جلیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ
أَزْرَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ
بِتَرَفِضْمُوهَا وَبِخَارَةٍ

تَحْتَسُونُ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنَ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنْ
اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ
بِأَمْرِهِ . وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝۱۰

ترجمہ: اے نبی تم فرما دو کہ اسے لوگو! اگر تمہارے باپ
تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہارا کنبہ تمہاری
کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ
ہے اور تمہاری پسند کے مکان میں سے کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور
اللہ کے رسول اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے
تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ عذاب اتارے اور اللہ نافرمانوں کو
راہ نہیں دیتا۔

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”کہ کفار کے اعمال کو ہم آخرت میں ذرہ بے مقدار کی طرح اڑا کر نیست
بابو کر دیں گے“

قرآن حکیم میں ایک دوسری جگہ فرمایا گیا:

ہم ان کے اعمال کا وہی حشر کریں گے جو نیز آندھی، راکھ کے ڈھیر کا کرتی
ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے پوچھی جگہ فرمایا: فَلَا نَقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَذُنَابُهُمْ بِدَعْوَانِهِ

لوگوں کے اعمال کا ہمارے ہاں کوئی وزن نہیں اور ان کی کوئی وقعت نہیں۔ اس کی وجہ ان
کی بد عقیدگی اور بے دینی ہے۔ عقیدہ کی شقاوت انہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔ درستی
عقیدہ کی اس اہمیت کو واضح کرنے کے لئے قرآن حکیم میں جس جگہ بھی نیک اعمال
کا ذکر آیا ہے اس سے پہلے ایمان اور عقیدے کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس امر کو اللہ تعالیٰ
اَمْسُونَا وَعَسَلُوا صَلَاحُ خَلْقِکَ ۷ بار بار تکرار سے ظاہر فرمایا بہت سے نصاریٰ ایسے
ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور آپ پر سے اعتراضات کے دفاع میں
کتا میں تصنیف کر چکے ہیں مگر آپ پر ایمان نہ لائے۔ اس لئے ان کے لئے کچھ مفید نہ
ہوا۔ یہ محض ظاہری تعظیم ہے۔ جب تک نبی کریم ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت
میں گزارے یہ سب بے کار ہے۔

ہر چیز کی آزمائش میں یہ دیکھا جاتا ہے جو باتیں واقع ہونی چاہئیں وہ اس میں
موجود ہیں یا نہیں۔ حقیقی مومن بننے کے لئے دو باتیں درکار ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و
السلام کی تعظیم و تکریم اور تمام چیزوں سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے محبت۔ اس
بات کی آزمائش کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے تم کو عقیدت و محبت ہو یا وہ حضور
ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کریں تو آپ کے دلوں سے ان کی عظمت اور انکی
محبت بالکل نکل جائے۔ ان کی محبت و عقیدت کا تمہارے دلوں میں نام و نشان باقی نہ
رہے۔ ان کی صورت ان کے نام سے بھی نفرت کریں اور ان سے کسی رشتے، دوستی،
الفت کا پاس و لحاظ نہ کریں۔ مذکورہ بالا آیت نمبر ۱۱ میں صاف فرمایا کہ بد عقیدہ لوگوں سے
چاہے مومن دوستی نہیں کرے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہوا جو ان سے دوستی کرے وہ مسلمان

نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کی اہمیت بیان فرمائی کہ باپ بیٹے بھائی عزیز و اقارب سب کو گنایا یعنی کوئی کیسا بھی صاحب عظمت، کیسا ہی محبوب ہو، بد عقیدہ ہو جانے کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی عظمت کے آگے آپ نے کسی کا پاس نہ کیا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

۱۔ اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا۔ اس میں انشاء اللہ حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔ کیونکہ اللہ کا لکھا ہوا مٹایا نہیں جاسکتا۔

۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

۳۔ تمہیں جنت میں لے جائے گا جہاں نہریں بہتی ہیں۔

۴۔ منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ وہم و گمان سے کروڑوں درجہ زیادہ۔

۵۔ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگا اور تم اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جاؤ گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بد عقیدہ لوگوں کو دوست نہ بنانے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ
حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ
إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ
الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَجَعَلَهُمْ حَسْبَ تَجَرَىٰ
مِنْ تَخَوُّبِهَا ۚ أَلَا تَهَارُ خَلِيدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ

المُفْلِحُونَ ۝ ۲

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دلوں میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی۔ چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا۔ اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔ اور انہیں باتوں میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتے ہو اللہ والے ہی مراد کو پہنچتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی روشنی میں عقائد اہلسنت و جماعت کا احاطہ اس مقالہ میں کرنا بہت مشکل ہے۔ چونکہ آپ نے مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہلسنت و جماعت کی تصریح اور وضاحت بڑی شرح و بسط سے اس انداز میں کی ہے کہ عقائد اہلسنت و جماعت کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنیادی فرقوں کا ذکر کیا اور اہلسنت و جماعت کو ناجی فرقہ قرار دیتے ہوئے اس کی نشانیاں بھی بیان فرمائی اور اسی پر

زعمور رہنے کی دعا ان لفظوں میں کی:

”تیسرے خدا ﷻ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں بہتر (۷۲) فرقے بن گئے تھے جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی تھے۔ قریب ہے کہ میری امت کے بہتر (۷۳) فرقے بن جائیں، جن میں سے ایک جنتی ہوگا اور باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اسی طریقے پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اور اسی نجات پانے والے فرقے کا نام اہلسنت و جماعت ہے اور وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کو ضروری قرار دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی پیروی کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اہلسنت و جماعت کے عقیدے پر قائم رکھنا، اسی جماعت میں رہتے ہوئے ہمیں موت آئے اور ان حضرات ہی میں ہمارا حشر و نشر ہو“ ۳

مولانا محمد اشرف صاحب کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت آپ نے اسی سلسلے میں نصیحت فرمائی تھی:

”پس چاہئے کہ اہلسنت و جماعت کے معتقدات پر اپنے عقائد

کا دار و مدار رکھیں اور زید و عمرو کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ دوسروں کی لفاظی اور چرب زبانی پر اعتماد کرنا اپنے دین کو ضائع کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے تاکہ نجات کی امید ہو ورنہ محنت رائیگاں جائے گی“ ۴

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم و فضل سے ہمیں اہلسنت و جماعت سے بنایا جو ناجی گروہ ہے، جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

”اس دولت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں نجات پانے والے گروہ (ناجی فرقہ) میں شامل فرمایا جو اہلسنت و جماعت ہے۔ نفس پرستوں اور نئے فرقوں میں ہمیں جتنا نہ کیا۔ ۵

نجات پانے والی جماعت یعنی فرقہ ناجیہ کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اہلسنت و جماعت ہی ناجی فرقہ ہے۔ نجات صرف اہلسنت و جماعت کی ہوگی اور دوسرے تمام فرقے گمراہ ہیں اور وہ جہنم میں جائیں گے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے:

”نجات کا طریقہ اہلسنت و جماعت کی متابعت میں ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ اہلسنت کے اقوال و افعال اور اصول و فروع میں

برکت مرحمت فرمائے کیونکہ ناجی فرقہ یہی ہے اور اس کے سوا
باقی سب فرقے خرابی کا شکار ہیں اور اس ہلاکت کا خواہ آج کسی
کو علم نہ ہو لیکن کل بروز قیامت یہ راز سب پر کھل جائے گا لیکن
فائدہ نہیں ہوگا۔ اے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر پورا زور دیا ہے
کہ مسلمانوں کو ایک ہی مرکز پر جمع رکھا جائے۔ سارے مسلمان اہل حق کی جماعت سے
پوری طرح وابستہ رہیں اور خصوصاً عقائد میں کوئی اس سے سرمو انحراف نہ کرے کیونکہ
اہلسنت کے عقائد سے ذرا بھی انحراف کرنا حق و صداقت اور دین و دیانت سے انحراف
ہے اور ایسا کرنا شجرہ اسلام میں اپنے نظریات کی چونڈ کاری ہے۔ جس کی شریعت مطہرہ
قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ چنانچہ سرمایہ ملت کے عظیم نگہبان نے مرزا و ارباب بن خان
خانان کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے تلقین فرمائی:

”منعم حقیقی کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے
عقائد کو فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت کی آراء کے مطابق درست
کیا جائے اس کے بعد اس گروہ کے مجتہدین عظام کی تحقیقات
کے مطابق احکام شریعیہ پر عمل کرے اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ اس
عالی قدر جماعت کے صوفیائے کرام کے طریقے پر راہ سلوک

طے کرنا ہوا چنانچہ کیہ نفس کرے۔ اس آخری رکن کا وجوب و وجہ
استحسان میں ہے بخلاف دونوں پہلے ارکان کے کیونکہ اسلام کے
کمال سے متعلق ہے اور وہ عمل جو ان ارکان ثلاثہ کے خلاف ہو
خواہ وہ سخت ریاضت یا شدید مجاہدے کی قسم ہی سے کیوں نہ
ہو، داخل معصیت ہے ایسا کرنا اس منعم حقیقی جلّ سلطانہ کی
نافرمانی اور ناشکری ہے۔ بے

مرزا بدیع الزمان کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت آپ نے اسی حقیقت کو ان
لفظوں میں بیان فرمایا تھا:-

”سرور کونین علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اس طرح
ہوتی ہے کہ سب سے پہلے عقائد کو درست کیا جائے۔ اس کے
بعد فقہ کے ضروری احکام و مسائل کا علم حاصل کیا جائے اور
وسیلے سے یا بغیر وسیلے کے حق سبحانہ تعالیٰ سے اس کی رضا طلب
کی جائے۔ اللہ سبحانہ تمہیں سلامتی اور عافیت کے ساتھ رکھے۔
سعادت دارین کی دولت سرور کون و مکاں ﷺ کی پیروی
میں ہے، لیکن اس طریقے پر جو حضرات علمائے اہلسنت، اللہ
تعالیٰ ان کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشے، نے بیان فرمایا ہے

یعنی سب سے پہلے بزرگان اہلسنت کی آراء صائبہ کے مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے۔ دوسرے درجے میں حلال و حرام اور فرض، واجب، مستحب، مباح اور مشتبہ کا علم حاصل کرے اور ان علوم کے مطابق عمل کرنا اصل مقصود ہے۔ یہ عملی اور اعتقادی دونوں پر حاصل کر لینے کے بعد اگر سعادت الہی مدفرمائے تو عالم قدس کی جانب پر واز میرا سکتی ہے۔“ ۸

اصول عقائد اور فقہ کی کتابیں ان تصنیفات سے مالا مال ہیں۔ مختصر یہ کہ عقیدے کی درستگی تمام اعمال کی بنیاد ہے اور اسی پر نجات آخرت کا دار و مدار ہے۔ افسوس کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان عقائد کی درستگی کی طرف دھیان نہیں دیتے بلکہ ہر بد عقیدہ کی گفتگو سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اس رواداری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے رفتہ رفتہ وہ بد عقیدگی کا شکار ہو جاتے ہیں اور صحیح عقائد کی دولت و سعادت سے محروم ہو کر اپنی آخرت تباہ کر لیتے ہیں۔ اگر اہلسنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں میں بھی سچائی کا نام و نشان ہوتا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس معاملہ میں بار بار تاکید نہ فرماتے، حالانکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارشادات مبارکہ میں بار بار تاکید و تلقین فرمائی ہے کہ اہلسنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں کے عقائد ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ

آخرت میں نجات صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر چلنے والوں کو ہوگی۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:-

”اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے مطابق رکھنا ضروری ہے، کیونکہ صرف یہی فرقہ قیامت کے روز نجات پائے گا اور ان کے عقیدوں کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ اگر ایک ہال برابر بھی ان کے عقائد سے مخالفت واقع ہوگئی تو پھر خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات بالکل صحیح کشف اور روشن الہام کے ذریعہ بھی یقیناً ثابت ہو چکی ہے۔ اسمیں لفظی کا امکان نہیں۔ ۹

”ہر عاقل بالغ پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقیدے کو علمائے اہل سنت و جماعت کے بیان کردہ عقیدوں کے مطابق و موافق کرے (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کیونکہ آخرت میں نجات انہی بزرگوں کے بیان کردہ عقیدوں کی پیروی میں ہے اس روز نجات صرف انہی بزرگوں

وسنت کا صرف وہی معنی اور وہی تعبیر و تفسیر درست ہے۔ جو علمائے اہلسنت و جماعت نے بیان کئے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں سے آپ نے دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اگر قرآن و حدیث کی ہر تفسیر و تشریح اور تاویل معتبر ہوتی تو صرف ”اهلنا الصراط المستقیم“ کے الفاظ ہی کافی تھے۔ ”صراط السدین النعمت علیہم“ کے الفاظ بڑھانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ آج کل بد اعتقادی کا جو عظیم سیلاب اٹھ رہا ہے اور ہر طرف خود سری و الحاد کا دور دورہ صرف اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں نے اس اصول کو نظر انداز کر دیا ہے جو حفاظت دین کے لئے قرآن حکیم اور بزرگان دین نے بتایا اور بیان فرمایا ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس نمبر ۳۸ اور ۳۹ کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ہر عاقل، بالغ مرد و عورت پر پہلا فرض عقائد کی درستگی اور اصلاح ہے۔ کیونکہ نجات اخروی اسی پر موقوف ہے پھر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی خاص طور پر قابل مطالعہ ہے کہ آپ نے عقائد کی درستگی کو کس قدر اہمیت دی ہے۔

اہلسنت و جماعت جو مسلمانوں کی اصل جماعت اور حق و صداقت کی علمبردار ہے۔ ناجی گروہ اور مسلمانوں کا سوا و اعظم اسی کو کہا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

”بنی اسرائیل بہتر ۲ فرقوں میں بٹے اور میری امت بہتر جماعتوں (فرقوں) میں بٹ جائے گی۔ وہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک جماعت کے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ ایک جماعت کونسی ہے! فرمایا، جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔“ ۱۳

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی اتباع اور صحابہ کرام کی جماعت کی تابعداری کے باعث اہل حق نے اپنی جماعت نام اہلسنت و جماعت رکھ لیا تھا تاکہ بد عقیدہ اور جدید فرقوں سے امتیاز رہے اور نام بھی ان کی حقانیت اور صداقت کی وہ گواہی دے جو فخر و عالم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی تھی۔ دوسری حدیث میں آپ نے یوں تذکرہ فرمایا:

”عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جو جماعت سے جدا ہو وہ جدا ہو کر جہنم میں گیا۔“ ۱۴

یہ حدیث بھی اس امر کی داعی ہوئی کہ اہل حق کی جماعت کے نام میں لفظ جماعت بھی ہونا چاہئے۔ اس برحق جماعت کی ایک واضح خصوصیت نبی اکرمؐ، نور مجسم، فخر دو عالم ﷺ نے یوں بیان فرمائی:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو اُس سے جُدا ہوا، جُدا ہو کر جہنم میں گیا۔ ۱۵

قرآن و سنت، حدیث مبارکہ اور مکتوبات امام ربانی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اہل سنت و جماعت درست اور صحیح ہیں اور ان کے عقائد پر عمل نجات اخروی کا ضامن ہے۔ اور جماعت کی پیروی میں گمراہی سے نجات ہے۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت کے عقائد جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے اس پر عمل لازمی اور ضروری ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہیں اور علمائے اہلسنت و جماعت کے مؤید ہیں۔ جیسا کہ آپ کے مندرجہ ذیل مکتوب سے واضح ہے۔

”اور یہ رسالہ بعض یاروں کی اتماس سے لکھا گیا ہے۔ یاروں

نے اتماس کی تھی کہ ایسی تصریحیں لکھی جاویں جو طریقت میں نفع دیں اور ان کے موافق زندگی بسر کی جاوے۔ واقعی رسالہ بے نظیر اور ہرکتوں والا ہے۔ اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ حاضر ہیں اور اسی رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز اور عز الوجود ہیں اور آنحضرت ﷺ نے اس خاکسار کو اس واقع کے شائع کرنے کا حکم فرمایا“ ۱۶

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں عقائد اہلسنت و جماعت کی تصریح و وضاحت بڑے عالمانہ اور محققانہ انداز میں کی ہے۔ آپ کے مکتوبات میں سے اہلسنت و جماعت کے قابل ذکر عقائد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا شان و مرتبہ

حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا شان و مرتبہ بیان کرتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:-

دکسی حمد کرنے والے کی حمد اس کی ذات بلند کی پاک بارگاہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اس کی عزت و جلال کے پردوں سے ورے ہی ورے رہ جاتی ہے۔ اس ذات پاک نے اپنی تعریف آپ ہی کہی ہے اور اپنی حمد کو آپ ہی بیان کیا ہے وہ ذات پاک آپ ہی حامد اور آپ ہی محمود ہے۔ تمام مخلوقات حمد مقصود کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ کیونکہ ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں جو قیامت کے دن لواء حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے حضرت آدم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ ظہور میں تمام مخلوقات میں افضل و اکمل اور مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ حسن و جمال و کمال کے جامع ہیں۔ ان کی قدر سب سے بلند اور ان کی شان و شرف سب سے عظیم۔ ان کا دین سب سے زیادہ مضبوط اور ان کی ملت سب سے زیادہ راست اور درست ہے، حسب میں سب سے زیادہ کریم اور نسب میں سب سے شریف اور خاندان میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا۔ اور

نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا وہ نبی تھے جب کہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے (یعنی پیدا نہ ہوئے تھے) قیامت کے دن وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ انھوں نے اپنے حق میں یوں فرمایا ہے قیامت کے دن ہم ہی پیچھے چلنے والے ہیں اور ہم ہی آگے جانے والے ہیں۔ میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب اور خاتم النبیین ہوں لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ جب قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکلیں گے تو سب سے اول میں ہی نکلوں گا اور جب وہ گروہ درگروہ جائیں گے تو ان کا ہانکنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ خاموش کئے جائیں گے تو ان کی طرف سے کلام کرنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ بند کئے جائیں گے تو ان کی کفایت میں ہی کروں گا اور جب وہ رحمت و کرامت سے ناامید ہوں گے تو میں ہی ان کو خوشخبری دوں گا۔ اُس دن تمام کنجیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی۔ ان پر اور ان کے تمام بھائی نبیوں اور مرسلوں اور ملائکہ مقررین اور تمام اہل طاعت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام و تحسینہ و برکت نازل ہو جو ان کی شان بلند کے لائق ہے۔ جس قدر ذکر کرنے

والے اس کا ذکر کریں اور غافل اس کے ذکر سے غافل رہیں۔ ۱۷

۲۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے۔ اسی کی ہستی بذات خود قائم ہے اور جس طرح سے وہاب ہے، ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ عدم سابق اور عدم لاحق کی اس ذات مقدس تک رسائی نہیں کیونکہ وجوب وجود اس کی بارگاہ عالی کا ادنیٰ خادم ہے اور سلب عدم اس مقدس بارگاہ کا کترین خاکروب اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے جسے عالم کہتے ہیں، خواہ وطن و صحر و افلاک ہوں، خواہ ممتول و نفوس اور خواہ بساط و مرکبات تمام خداوند تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہوئے ہیں اور عدم سے وجود میں آئے ہیں۔ قدم ذاتی اور زبانی صرف اللہ ہی کے لئے ثابت ہے اور اس کے ماسوا کے لئے حدیث ذاتی و زبانی ثابت ہے۔ ۱۸

۳۔ صفات باری تعالیٰ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی نہیں ہے، جوہر اور عرض نہیں ہے، محدود اور متناہی نہیں ہے، طویل اور عرضیض نہیں ہے، دراز اور کوتاہ نہیں ہے، فراخ اور تنگ نہیں ہے۔ وہ فراخی والا ہے۔ لیکن ایسی وسعت کے ساتھ نہیں جو ہمارے فہم میں آ سکے۔ وہ محیط ہے لیکن اس کا احاطہ ایسا نہیں جنکا ادراک کیا جاسکے۔ وہ قریب ہے، لیکن ایسے قرب کے ساتھ نہیں جو ہماری سمجھ میں آتا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ ہے لیکن معیت متعارفہ کے ساتھ نہیں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ فراخی والا ہے، احاطہ کرنے والا ہے۔ قریب ہے، ہمارے ساتھ ہے لیکن ان صفات کی کیفیات کو ہم سمجھنے سے عاجز ہیں۔ کہ وہ کیسی ہیں؟ اور جو کچھ اس سلسلے میں ہم سمجھتے ہیں اس پر یقین کرنا مجسمہ کے مذہب میں قدم رکھنا ہے۔“ ۱۹

۴۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہے اور کوئی چیز اس سے متحد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اجزاء و حصص ہوئے محال ہیں اور

ترکیب و تحلیل اُس کی ہر گاہ میں ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل اور کفو نہیں ہے۔ اُس کے بیوی بچے نہیں ہیں۔ اُن کی ذات و صفات، بے چون و بے پکون اور بے شبید و بے نمونہ ہیں۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اپنے اُن اسماء و صفات کا ملہ سے متصف ہے جن کے ساتھ خود اُس نے اپنی تعریف کی ہے۔ لیکن اُن صفات کا جو مفہوم ہماری سمجھ میں آئے یا جس کا ہم تصور کر سکتے ہیں، اُن سے اُس کی ذات پاک اور بلند ہے۔ ۲۰

۵۔ خیر و شر

خیر و شر کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حق و تعالیٰ خیر و شر کا ارادہ کرنے والا اور ان دونوں کا پیدا کرنے والا ہے، لیکن خیر سے راضی ہے اور شر سے راضی نہیں ہے ارادہ اور رضا کے درمیان یہ ایک بڑا دقیق فرق ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اہلسنت و جماعت کو ہدایت فرمائی ہے۔ جبکہ باقی تمام فرقے اس فرق کی طرف ہدایت نہ پانے کے باعث گمراہ ہیں۔“ ۲۱

۶۔ جس چیز کا بندے کو مکلف ٹھہرایا گیا ہے اسے کرنے کی

طاقت بھی دی ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

”بندے میں اختیار و قدرت ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔ یہ بات تو اصول بندگی سے دور ہے، بلکہ اختیار کا مطلب تو یہ ہے کہ جس چیز کا بندے کو مکلف ٹھہرایا گیا ہے اسے کرنے کی طاقت بھی دی ہے۔ مثلاً بندہ شیخ وقتہ نماز پڑھ سکتا ہے، چالیسواں حصہ مال سے زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے، سال میں ایک مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے اور اپنی عمر میں سواری اور خرچ ہوتے ہوئے حج کر سکتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس شریعت کے باقی احکام بھی ہیں۔ ان میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بندے کے ضعف اور کمزوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے کمال مہربانی سے سہولت اور آسانی کی رعایت رکھی ہے۔“ ۲۲

۷۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدیم نہیں ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جنگ میں پڑنا نہیں چاہیے۔“ ۲۳

۹۔ رویت باری تعالیٰ

رویت باری تعالیٰ کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”مؤمن اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ میں بے چون و بے چگون دیکھیں گے کیونکہ جو رویت بے چون سے متعلق ہے وہ خود بھی بے چون ہوگی بلکہ دیکھنے والا بھی بے چون سے وافر حصہ پائے گا، تاکہ بے چون کو دیکھ سکے۔ بادشاہ کے علیات کو اسی کی سواریاں اٹھا سکتی ہیں۔ آج اس معرکہ کو اپنے اخص اولیاء پر حل کر دیا اور ان پر مشکف فرما دیا ہے۔ یہ دقیق مسئلہ ان بزرگوں کے نزدیک تحقیقی ہے اور دوسروں کے لئے تقلیدی۔ اہلسنت و جماعت کے علاوہ دیگر فرق و مذاہب سے خواہ وہ مؤمن ہوں یا کافر، کوئی بھی اس مسئلہ کا قائل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی رویت کو بزرگان اہلسنت و جماعت کے ہوا سب محال سمجھتے ہیں اور ان مخالفین کی دلیل غائب کا حاضر پر قیاس ہے، جس کا فساد ظاہر ہے۔ ایسے دقیق مسئلہ میں ایمان کا حصول سنتِ سنہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

کے نور متابعت کے بغیر محال ہے“

۱۔ لائق دولت نہ بعد ہر سرے بار مسیحا نہ کھد ہر خرے ۲۵

۱۰۔ جو دنیا میں رویت باری تعالیٰ کا قائل ہو وہ مفتری ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”دنیا میں رویت باری تعالیٰ واقع نہیں ہے۔ یہ دنیا اس دولت کے ظہور کی قابلیت نہیں رکھتی اور جو دنیا میں رویت کا قائل ہو وہ مفتری ہے، اُس نے خدا کے سوا کسی اور کو خدا سمجھ رکھا ہے۔ یہ دولت اگر دنیا میں میسر آسکتی تو حضرت کلیم اللہ علیٰ مینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسروں کی نسبت اس کے زیادہ حقدار تھے۔“ ۲۶

۱۱۔ آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔ لیکن ہم اس بات کے درپے نہیں ہوتے کہ اُس کی کیفیت کیا ہوگی، کیونکہ عوام کا فہم اُس کے ادراک سے قاصر ہے، اس وجہ سے نہیں کہ خواص بھی اس کا ادراک نہیں کر سکتے،

کیونکہ اُن کے لئے تو اس دولت سے دنیا میں بھی حصہ ہوتا ہے
اگرچہ اُس کا نام رویت نہیں رکھا جاتا اور سلامتی جو اُس پر
جو ہدایت کی پیروی کرے۔“ ۲۷

۱۲۔ معراج النبی اور رویت باری تعالیٰ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”محبت شعار اغیب شہود کے مقابل ہے جو ظلیت کا شائبہ
رکھتا ہے اور غیب اس آمیزش کے غیب سے پاک ہے۔ پس غیب
شہود سے کامل و اکمل ہے لیکن سید البشر علیہ علیہ الصلوٰۃ و
السلام جب معراج کی رات رویت باری تعالیٰ سے مشرف
ہوئے جو کہ ظلال کے پردوں سے دور تھی بلکہ بہت ہی دور تھی کہ
دو ظلیت کے شائبہ اور آمیزش سے بھی پاک ہے تو اُن کے حق
میں غیب رویت سے کامل کب ہو گیا؟ علیہ علیہ الصلوٰۃ و
السلام۔ غیب پر اکتفا تو صرف ظلیت کو رفع کرنے کے لئے تھا
اور جب ظلیت پوری طرح رفع ہو گئی اور بین حضوری میسر آ گئی تو
غیب کی کیا ضرورت رہ گئی؟ یہ وہ متاع عزیز ہے جو صرف
سید الکونین علیہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کے لئے مخصوص ہے اور

آپ کے کامل ترین پیروکاروں کو تعینیت اور وراثت کے طور پر
اس دولت میں سے کچھ حصہ مل جاتا ہے علیہ علیہم الصلوٰۃ و
التسلیمات لیکن چونکہ یہ مقام رویت نہیں ہے پس شہود و مشاہدہ
بھی نہیں ہے۔ اس مقام کو لفظ غیب سے تعبیر کرنا بہترین عبارت
ہے۔“ ۲۸

مزید فرماتے ہیں:

”ہمارے پیغمبر علیہ علیہ الصلوٰۃ و السلام اگر اس دولت
(رویت باری تعالیٰ) سے مشرف ہوئے ہیں تو اس کا وقوع دنیا
میں نہیں ہوا ہے بلکہ آپ بہشت میں گئے اور وہاں دیکھا کہ وہ
عالم آخرت سے ہے دنیا میں نہیں دیکھا بلکہ دنیا سے باہر نکلے،
آخرت سے ملحق ہوئے، تب دیکھا۔“ ۲۹

۱۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا مقام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان

انبیاء علیہم السلام کی شان بیان فرماتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات اللہ کی طرف سے مخلوق کے

پاس بھیجے گئے تاکہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی جانب بلائیں اور گمراہی سے راہ راست پر لائیں اور جو ان کی دعوت کو قبول کرے اسے بہشت کی خوشخبری دیں اور جو انکار کرے اسے دوزخ کے عذاب سے ڈرائیں۔ جو کچھ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کیا ہے اور جس کی تبلیغ فرمائی ہے وہ سب حق و صداقت پر مبنی ہے اور اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔ ۳۰

۱۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں

ختم نبوت کا تذکرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے:

”محمد رسول اللہ ﷺ تمام نبیوں کے خاتم اور آپ کا دین ادیان سابقہ کا ناسخ ہے اور آپ کی کتاب پہلی کتب سے بہترین ہے۔ آپ کی شریعت کا ناسخ کوئی نہیں ہوگا اور قیامت تک یہی شریعت رہے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نزول فرمائیں گے وہ بھی آپ کی شریعت ہی پر عمل کریں گے اور آپ کے امتی کی حیثیت میں رہیں گے۔“ ۳۱

۱۵۔ نور و بشر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ

نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں اور آپ کی بشریت بے مثل ہے۔ اور جن و انس و ملائکہ میں سے کوئی بھی اوصاف کمال میں آپ کا مثل و شریک نہیں۔ اور آپ کی بشریت اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ ملائکہ کی نورانیت اس بشریت کی گرد کو بھی نہیں پاسکتی۔ اور بشریت بمنزلہ لباس ہے اور باطن ظاہر سے قطعاً خدایہ ہے۔ اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی بلندی اور حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

مخالفین اہلسنت و جماعت عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارے علماء تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف نور ہی مانتے ہیں اور بشریت کا بالکل انکار کرتے ہیں حالانکہ بشریت نور سے افضل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو جو نور ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو جو بشر ہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ لہذا تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مان کر حضور ﷺ کی شان گھٹاتے ہو۔ اس لئے بے ادب تم ہو ہم بے ادب نہیں۔

مخالفین کی یہ گفتگو سراسر دھوکے پر مبنی ہے۔ کیونکہ اہلسنت و جماعت بشریت انبیاء کے ہرگز منکر نہیں بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ اپنی ہی طرح جاننا اور اس کا پرچار کرنا رسائل و کتب کے ذریعے، اس کی تشریح کرنا یہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور مخالفین یہی کچھ کرتے ہیں۔ اس مقالہ میں چونکہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ و مسلک اور نقطہ نظر پیش کرنا مقصود ہے۔ اس لئے یہاں ہم حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کی چند فیصلہ کن اور واضح عبارتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ قرآن مجید و احادیث مبارکہ سے دلائل کی طرف نہیں جاتے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک حضرت امام ربانی کے فرمودات قرآن و

حدیث کے ترجمان ہیں۔

۱۶۔ حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔

حضرت امام ربانی اس ضمن میں فرماتے ہیں:

”جاننا چاہئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ جہاں کے تمام افراد میں سے کسی فرد کے ساتھ آپ کی پیدائش اور آپ کا وجود انور مناسبت و مشابہت نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود جسم عنصری رکھنے کے نور حق تعالیٰ سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ”میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں“ اور دوسرے کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔“ ۳۲

۱۷۔ حضور ﷺ نور ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں اور پھر آخر

کار مختلف رحموں سے ہوتے ہوئے حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے دنیا میں جلوہ گر ہوئے ہیں اور محمد و احمد کے مبارک نام سے موسوم ہوئے ہیں۔“ ۳۳

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج بدنی سے مشرف ہوئے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہی ہے کہ آپ معراج بدنی سے مشرف ہوئے اس سلسلہ میں آپ رقم طراز ہیں:

”اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب رویت کے بعد لن ترانی کا دھم کھا کر (جواب پا کر) بے ہوش ہو گئے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اقلین و آخرین میں بہترین ہیں باوجود اس کے کہ جسمانی معراج کی نعمت مشرف ہوئے بلکہ عرش و کرسی سے گزر کر حدود زمان و مکان سے بھی آگے تشریف لے گئے۔“ ۳۴

۱۹۔ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا اس سلسلہ میں آپ رقم طراز ہیں:

”اور کشفِ صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس امکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ جو حق تعالیٰ کی صفاتِ اضافیہ سے تعلق رکھتا ہے اس امکان سے پیدا نہیں ہوئے جو باقی کائناتِ عالم میں پایا جاتا ہے اور کتنی ہی باریک نظر سے بھیفہ ممکنات کا مطالعہ کیا جائے نبی کریم ﷺ کا وجود انور اس میں سے معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ آنحضرت ﷺ اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند و ارفع امکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس بنا پر آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں تھا۔ اور نیز اس عالم شہادت میں شے کا سایہ شے سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب در علیہ السلام سے زیادہ لطیف چیز جہاں میں ہے ہی نہیں تو آپ کے جسم مبارک کے لئے سایہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے۔“ ۳۵

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي

”سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا“ ۳۶

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تین طریقوں سے بشریت و نور کے

بارے میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”افراد انسانی میں سے کوئی فرد اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے ذرہ برابر بھی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ آپ وجودِ غصری رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہو چکا ہے کہ خَلَقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ اور نور الہی سے پیدا ہونے کی سعادت کسی اور فرد بشر کو نصیب نہیں ہوئی۔“ ۳۷

جس سے دوسری مخلوقات پیدا ہوئی بلکہ آپ اس امکان سے پیدا ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفاتِ اضافیہ میں پایا جاتا ہے۔ بصورت دیگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف ہی فرمادیا ہے کہ آپ اس امکان سے ہی منزہ ہیں جو ممکناتِ عالم میں موجود ہے۔

مندرجہ بالا عبارتوں پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے نظر بصیرت سے ممکناتِ عالم کا مطالعہ اور مشاہدہ کیا جائے۔ آپ کی ذات مقصد اس سے ورا اور فائق ہے۔ اس بناء پر آپ کے وجود مبارک اور جسم مقدس کا سایہ نہیں تھا اور اس بناء پر بھی سایہ نہیں تھا۔ آپ سے زیادہ لطیف چیز دنیا میں کوئی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سایہ صاحب سایہ سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اور آپ نے اس بات کو آخر میں بالکل کھول کر بیان کر دیا ہے کہ آپ نور ہیں مگر حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے بشکل انسان جلوہ گر ہوئے ہیں

اور محمد اور احمد کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے ہیں اور آپ نے مندرجہ بالا ایک عبارت میں مشہور حدیث نقل فرمائی ہے۔

”سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔“

۲۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنے والے

نبی کریم ﷺ کو بشر کہنے والوں کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”جن مجاہدوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے

لوگوں کی طرح خیال کیا۔ بالآخر منکر ہو گئے اور جن سعادت

مندوں (صاحب قسمت) نے اُن کو رسول اور رحمت کائنات

جانا تمام لوگوں سے ممتاز اور ارفع جانا وہ ایمان کی سعادت سے

مشرّف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہوئے۔“ ۳۸

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے ان لوگوں کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور عام لوگوں جیسا ہی خیال کرتے

ہیں۔ ایسے لوگ کفار مکہ کی طرح نبی کریم ﷺ کے کمالات عالیہ کے معترف نہیں

ہو سکتے۔ اور وہ سعادت مند لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے عام بشر کا تصور

نہیں کرتے بلکہ آپ کو معزز رسول اور رحمت عالمین کی صفت کے آئینے میں دیکھتے

ہیں وہی دولت ایمان اور باقی برکات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور آخرت میں فلاح و نجات پائیں گے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی غلطی کا دوبارہ ذکر کیا

ہے جس میں مبتلا ہو کر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی

طرح اور اپنی مثل سمجھ لیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

”جس طرح کفار نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو

دوسرے لوگوں کی طرح جانا اور کمالات نبوت کے منکر ہو گئے

(اللہ تعالیٰ ان اکابر منکرین دین کے انکار سے محفوظ رکھے)۔“ ۳۹

کائنات وجود میں آئی ہی صرف حضور علیہ السلام کے طفیل اور واسطہ سے ہے۔

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری مقصود نہ ہوتی تو کائنات عدم کے پردوں

میں مستور رہتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ فرماتا اور حضور علیہ السلام اس

وقت بھی نہ جیتے جب کہ آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ تیار نہیں ہوا تھا۔ اور یہاں یہ نقطہ بھی

قابل غور ہے کہ بشریت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوئی اور حضور سرور

عالم ﷺ اس سے بہت پہلے اپنے نورانی وجود سے موجود تھے۔ جیسا کہ آپ نے

مندرجہ ذیل اقتباس میں فرمایا ہے:

”اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرماتا

ہوتا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ فرماتا۔ اور آپ نبی تھے

دراں حالیکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کی حالت میں تھے۔ ۳۰

نبی کریم ﷺ کی بشریت اور نور کی تائید و حمایت میں مکتوبات شریف سے اور بھی بہت سی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن چونکہ مقصود حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کی صراحت و وضاحت ہے۔ اس لئے صرف مذکورہ اقتباسات پر ہی کفایت کی جاتی ہے۔

۳۱۔ علم غیب

اہلسنت و جماعت حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے بارے میں اس امر کے قائل ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کائنات کی اشیاء ہر وقت اس طرح ظاہر اور روشن ہیں جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی۔ اور اس طرح کائنات کا انکشاف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زندگی مبارک میں بھی تھا اور بعد از وصال بھی بدستور موجود ہے۔ ہاں کسی وقت اگر حضور نبی کریم ﷺ کی توجہ مبارک دنیا کی جانب مبذول نہ ہو اس وجہ سے کوئی واقعہ مستور رہے تو یہ امر دیگر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم مبارک کے متعلق یہی عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہی عقیدہ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، اقوال علمائے اہلسنت و جماعت، مفسرین و محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور تصریحات صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”اے نبی اللہ تعالیٰ نے وہ تمام کچھ آپ کو سکھا دیا جو آپ نہیں

جانتے تھے“ ۳۱

نبی کریم ﷺ کے ارشادات گرامی جن کو محدثین نے نقل فرمایا ہے ان میں سے صرف دو احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا:

”میں نے زمین کے مشارق و مغارب جان لئے“

اس مقالہ میں چونکہ صرف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر اور عقیدہ مبارکہ پیش کرنا مقصود ہے اس لئے مزید آیات و احادیث پیش کرنے کی بجائے مکتوبات امام ربانی کی چند واضح عبارات پیش کرنے پر اکتفا کیا جائے گا۔

”حدیث تمام عینای و لاینام قلبی جو آپ نے تحریر کی ہے۔ اس

میں دوام آگاہی کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ بلکہ اس حدیث میں

اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ آپ اپنے اور امت کے حالات سے

کسی وقت بھی غافل نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے نیند آپ کے وضو کو

نہیں توڑتی تھی۔ اور چونکہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کی

نگہداشت اور محافظت میں ”شبان“ (بکریوں کے ریوڑ کے

رکھوالے) اور کامل نگران ہیں۔ اس لئے اونٹنی سی غفلت بھی

آپ کے منصب نبوت کے شایان نہیں ہے۔ ۳۲

حضور نبی کریم ﷺ کے علم کے متعلق اہلسنت و جماعت جو عقیدہ رکھتے ہیں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا عبارت میں اس عقیدے کی بالکل صاف الفاظ میں تصدیق و تائید کی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "اپنے اور اپنی اُمت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل نہیں۔۔۔ اور ادنیٰ سی غفلت بھی منصب نبوت کے شایان شان نہیں"۔ خاص طور پر قابل غور ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف میں اپنا ایک مشاہدہ نقل فرماتے ہیں:

"دوبارہ پھر عروج روحانی حاصل ہوا جس میں درج ذیل حضرات کے مقامات و مراتب کا مشاہدہ حاصل ہوا مشائخ عظام اور ائمہ اہل بیت کے مقامات کا مشاہدہ، خلفائے راشدین کے مقامات کا مشاہدہ، حضور علیہ السلام کے مقام خصوصی کا مشاہدہ، اسی طرح انبیاء کرام اور رسل عظام کے مقامات کا علیحدہ علیحدہ اور ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کے مقامات کا مشاہدہ حاصل ہوا"۔ ۳۳

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ جب امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برگزیدہ امتی ہیں اُمت کے اولیاء، انبیاء کرام و رسل و ملاء اعلیٰ وغیرہ کے مقامات و مراتب کا مشاہدہ کرتے ہیں تو حضور ﷺ کے لئے کائنات اور اپنی اُمت کے حالات کا مشاہدہ بطریق اولیٰ ثابت اور جائز ہوا۔

پہلے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۱۶ کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور ﷺ کا تشریف لانا اور حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ رسالہ پسند

فرمانا اور آپ کی تحریرات اور تصنیفات بارگاہ رسالت میں مقبول و محبوب ہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کے مشائخ و اولیاء کو حضرت امام ربانی کی تحریرات میں درج شدہ اعتقادات اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور اُس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضور علیہ السلام بعد از وصال مبارک اور آپ کی اُمت کے اولیاء و مشائخ اپنی مقابر مقدسہ سے باہر تشریف لے جاتے اور مجالس میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم کا یہ حال ہے کہ آپ اپنی اُمت کے اہل تحقیق و اہل علم کی تصنیفات و تالیفات سے بھی باخبر ہیں۔ اور جو بزرگان دین حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و معتقدات سے پوری طرح مطابقت رکھتے ہیں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ نورانی زیادہ مقبول اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا اس واقعہ کی اشاعت کرو نیز لوگوں میں اس کو مشہور کرو اگر اس طرح کی باتیں درست اور صحیح نہ ہوتیں تو نہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح کے واقع پیش آتے اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی تشہیر کا حکم

صادق فرماتے، اور نہ ہی حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان کو درج کرتے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے متعلق اہلسنت کے اعتقادات کی صحت کی اس سے زیادہ صاف اور واضح تائید و تصدیق اور کیا ہو سکتی ہے۔

سب اہل علم جانتے ہیں کہ مسئلہ تقدیر یا قضاء و قدر نہایت ہی مشکل اور پوشیدہ مسائل میں سے ہے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ پر اس کی حقیقت اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند، اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں:

”مجھے مسئلہ تقدیر پر بھی طبع کر دیا گیا ہے اور جس طرح مجھ کو اس

مسئلہ کی حقیقت بتائی گئی ہے اس سے ظاہر شریعت کے ساتھ اس

مسئلہ کی بالکل مخالفت لازم نہیں آتی۔ اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ

پر کوئی شے لازم آتی ہے اور نہ ہی انسان کی مجبوری کا پہلو نکلتا ہے

بلکہ وہ ان دونوں سے ہر اور منزہ ہے اور اس مسئلہ کی حقیقت مجھ

پر اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند۔“ ۴۴

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کے امتیوں پر اس قسم کے

مشکل ترین مسائل کی حقیقت بالکل روشن ہے تو پھر حضور نبی پاک صاحب لولاک

ﷺ کی وسعت علم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے

مقام پر نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے یہ

حدیث نقل فرماتے ہیں: ”مومن نے اولین اور آخرین کے علوم

جان لئے“ ۴۵

یہ حدیث مبارک اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام

اولین و آخرین کے علوم کے جامع ہیں۔ جب علم شریف کے بارے میں حضور ﷺ

کے علم کا اپنا ارشاد مبارک موجود ہے تو پھر آپ کے علم شریف کا انکار کرنا کس قدر جہالت

کا مظاہرہ ہے۔ حروف مقطعات یعنی آسم، حسم، بق، ن، وغیرہ کے متعلق حضرت شیخ

مجدد رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

”حروف مقطعات قرآنی سارے کے سارے حالات کی

حقیقتوں اور اسرار کی ہار یکوں کے متعلق رموز و اشارے ہیں جو

محبت (اللہ) اور محبوب (نبی علیہ السلام) کے درمیان وارد ہیں

لیکن اور کون ہے جو ان کو پاسکے۔“ ۴۶

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں مخالفین عموماً یہ کہتے ہیں کہ آپ

حروف مقطعات کے معانی و مطالب سے بھی ناواقف تھے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ

علیہ کا اس معاملے میں جو عقیدہ ہے وہ آپ کی عبارت سے ظاہر اور واضح ہے۔ اس سلسلے

میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ عقیدہ رکھنا چاہئے جو ایک صاحب تحقیق عارف کامل ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ ابلیس لعین کے متعلق لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے اور اس کے حالات پر لوگوں کو اطلاع کی قوت نہیں دی۔ مگر ابلیس کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ لوگوں کے حالات سے بیجا اور واقف رہتا ہے۔“

مذکورہ بالا عبارت میں کہا گیا ہے کہ ابلیس لوگوں کے حالات سے واقف اور بیجا ہے تو غور فرمائیں کہ عطا کی طور پر اگر لوگوں کے حالات پر ابلیس تک کے لئے اطلاع ثابت ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اس کا اثبات شرک و کفر ہو جائے حالانکہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک جو بات ابلیس تک کے لئے ثابت ہے وہ سید المرسلین ﷺ کے لئے ثابت کرنے سے کس طرح شرک ہو سکتی ہے۔ صدیاں قبل اہل تحقیق اس سلسلے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ ہمارا یہ مدعا ان مذکورہ بالا عبارات سے صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے صرف ان ہی عبارات پر کفایت کی ہے اور باقی عبارتیں یہاں نقل نہیں کیں۔ اہل سنت و جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جس طرح کے غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بعینہ یہی

عقیدہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۲۲۔ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد الوفاۃ

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مقابر مقدسہ میں (مزارات مقدسہ) میں زندہ اور حیات ہیں۔ اور ان پر موت کا ورود و وعدہ خداوندی کے مطابق محض ایک آن کے لئے ہوا۔ اس کے بعد ان کی ارواح مقدسہ ان کے اجسام طاہرہ میں لوٹا دی گئیں اور اب وہ عالم برزخ میں حیات حسی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اس مسئلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک اور نقطہ نظر کو یہ یہ قارئین کیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو:

”عالم برزخ کے حالات و کوائف اشخاص کے اختلاف کے لحاظ سے بہت ہی مختلف و متفاوت ہیں“ ”الانبياء يصلون في المقبر“ انبیاء کرام اپنی قبروں میں نمازیں ادا فرماتے ہیں کے الفاظ آپ نے سنے ہوں گے۔ ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت کلیم اللہ اپنی قبر النور میں نماز ادا فرما رہے ہیں اور عین اسی لحظہ میں جب حضور علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آسمان پر بھی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ دراصل برزخ کا معاملہ

ہے اللہ تبارک و تعالیٰ سچا ایمان اور سچا ادب نصیب فرمائے۔

۲۴۔ توقیر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات امام ربانی میں یوں رقم

طرز ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، (اے میرے رسول ﷺ جو کچھ تجھ پر
تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کو لوگوں تک
پہنچا دے اور اگر ٹوٹے ایسا نہ کیا تو رسالت کے حق کو ادا نہ کیا اور
اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔“ (پ ۵ النساء)

کفار کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ اس وحی کو جو آپ
کے موافق ہوتی ہے ظاہر کر دیتے ہیں اور جو مخالف ہوتی ہے۔
اُسے ظاہر نہیں کرتے لیکن یہ بات اس امر کی متقاضی ہے کہ نبی
ہر حال میں حق کا اظہار کرے۔ ورنہ اس کی شریعت میں خلل پیدا
ہو جاتا ہے۔ پس جب خلفائے ثلاثہ کی تعظیم و توقیر کے خلاف
آنحضرت ﷺ سے ظاہر نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ان کی تعظیم خطا
اور زوال سے محفوظ تھی۔

اب ہم زیادہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں اور ان
کے اعتراف کا جواب صاف طور پر دیتے ہیں کہ تمام اصحاب کی
متابعت دین کے اصول میں لازم ہے کہ وہ اصول میں ہرگز

اختلاف نہیں رکھتے۔ اگر کچھ اختلاف ہے تو فروغ میں ہے
۔۔۔۔۔ اب جو کوئی بعض پر طعنہ زنی کرے و دیگر صحابہ کی
متابعت سے بھی محروم رہے گا۔ ہر چند ان کا کلمہ متفق ہے۔ مگر
دین کے بزرگوں کے انکار پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ
بدبختی اتفاق اور اتحاد کو ختم کر دیتی ہے۔ کیونکہ قائل کا انکار اس
کے اقوال کے انکار تک پہنچا دیتا ہے نیز شریعت کو امت تک
پہنچانے والے صحابہ ہی ہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کیونکہ سب
سے پہلے صحابہ عادل تھے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ شریعت ہم تک
پہنچائی ہے۔“ ۵۲۔

۲۵۔ اُمت محمدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ

عنه افضل ترین ہیں

اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اُمت محمدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی
اللہ تعالیٰ عنه افضل ترین ہیں اور یہی عقیدہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کی تصریح آپ نے
یوں فرمائی ہے:

”تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان
میں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه ہیں۔ امام

شافعی جو اصحاب کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ بہت بے قرار ہو گئے۔ پس ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص آسمان کے سایہ تلے نہ ملا۔ پس انھوں نے ان کو اپنا والی بنا لیا۔ یہ صریح دلالت ہے۔ اس بات پر کہ تمام صحابہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل ہونے میں متفق ہیں اور ان کے افضل ہونے میں یہ اجماع صدر اول میں ہوا اور یہ اجماع قطعی ہے اور اس میں انکار کو دخل نہیں ہے۔ ۵۲

۲۶۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صحابہ کرام سے افضل ہونے کی وجہ بعض کم فہم لوگ دوسرے صحابہ کرام میں فضائل و مناقب کی کثرت دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں تردد و توقف کرتے ہیں یہ ان کی سراسر غلط فہمی ہے۔ کیونکہ فضیلت کا سبب فضائل کی کثرت نہیں بلکہ اس کا سبب دین اسلام کی خدمت اور حضور نبی کریم ﷺ کی مدد و نصرت و احکام خداوندی کی تائید و حمایت میں اول و اسبق ہونا ہے۔ حضرت امام ربانی فرماتے ہیں:

”ایک گروہ۔ دوسرے صحابہ کرام کے کثرت فضائل و مناقب پر نظر کرتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت میں توقف کرتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ اگر افضلیت کا سبب کثرت فضائل و مناقب کو قرار دیا جائے تو ایسی صورت میں تو بعض غیر صحابہ جو کثرت فضائل و مناقب رکھتے ہیں۔ اپنے نبی سے بھی افضل قرار پائیں گے جو اس طرح نہ ہو (حالانکہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا عقلاً شرعاً محال ہے۔ لہذا کثرت فضائل و مناقب افضلیت کی وجہ نہیں ہو سکتی) بلکہ افضلیت کی وجہ ان فضائل و مناقب کے سوا اور چیز ہے۔ اور وہ اس فقیر کے نزدیک تائید دین اسلام میں اولیت و اسبقیت اور رب العالمین کے احکام کی مدد و نصرت میں جان نثاری اور انفاق اموال میں پیش پیش ہونا ہے۔“ ۵۳

دوسرے چھوڑ کر فرماتے ہیں:

”اور تائید دین متین میں اولیت کی دولت عظمیٰ ہمارے نبی کریم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کیونکہ آپ ہی راہ حق تعالیٰ میں

اموال خرچ کرنے، کفار سے جدال و قتال کرنے میں اور اپنی عزت و آبرو دین کے لئے لڑا دینے میں، فساد اور غرایبوں کو دور کرنے میں اور تائید دین اور حضور علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی مدد و نصرت کرنے میں سب سے سابق اور پہلے ہیں۔ لہذا تمام صحابہ کرام سے افضلیت بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی حاصل ہے۔“ ۵۵

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک ہے یہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس امت میں سب سے افضل ہیں۔ جو شخص مجھے کو ان دو بزرگوں پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اس مفتری کو کوڑے لگاؤں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس موقف کے بارے میں فرماتے ہیں:

”حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس امت میں سب سے افضل ہیں۔ جو شخص مجھے ان سے افضل قرار دے وہ مفتری ہے میری طرف سے ایسے شخص کو مفتری کی طرح کوڑے مارنے کا حکم ہے۔ میں نے اس مسئلے کی تحقیق اپنے رسائل اور اپنی کتابوں میں کر دی ہے۔“ ۵۶

”حضور ختم المرسلین علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں“ ۵۷

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں عوام میں شیعہ نظریات و خیالات سرایت کرنے لگے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ”افضلیت مطلقہ کا عقیدہ اور جن صحابہ کرام نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلافات کئے تھے۔ ان کے متعلق عام لوگوں میں بغض و عداوت کے اثرات ٹھہرنے لگے۔

۲۷۔ افضلیت شیخین

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا میں تشریف آوری ہی اس لئے ہوئی تھی کہ اس طرح کے فتنوں کا استیصال کر کے دین اسلام کو سر نو تازہ کریں۔ اس لئے آپ نے اس فتنہ کی طرف خاص توجہ کی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے شیعہ علماء سے مناظرے و مباحثے کئے جن میں ان کو فاش شکستیں ہوتی رہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گرانقدر مکتوبات میں جا بجا اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اس سلسلے کے چند ایک اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ ان اقتباسات کے مطالعہ سے واضح ہو جائے گا کہ افضلیت شیخین (صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک قطعی و اجماعی ہے اور جو شخص بھی اس عقیدہ سے انحراف کرتا ہے وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صحابہ کرام پر افضلیت خود تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان و تابعین عظام کے اجماع سے ثابت ہے۔ اس اجماع کو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نقل کیا ہے۔ بلکہ جمیع صحابہ کرام باقی تمام امت سے یقیناً قطعاً افضل ہیں کیونکہ اس افضلیت کی علت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شرف صحبت ہے اور یہ شرف صحابہ کرام کو ہی حاصل ہے۔ صحابہ کرام کے نیک کام کے سامنے بعد والوں کے بڑے بڑے نیک کام کوئی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس وقت اسلام کی خدمت کی جب اللہ کا دین کمزور تھا۔ مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا میرے صحابہ کے نصف صاع جو کہ خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اس سلسلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اور اسی طرح شیخین (ابوبکر و عمر) علیہم الرضوان کی تمام صحابہ کرام سے افضلیت خود تمام صحابہ کرام اور تابعین سے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر ائمہ دین نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ ان ائمہ دین میں سے ایک حضرت امام شافعی ہیں علی جمیع الرضوان بلکہ تمام صحابہ کرام کو باقی امت پر افضلیت حاصل ہے کیونکہ کوئی فضیلت بھی صحبت خیر البشر علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام و التسلیمات کے برابر نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کی قلت اور ضعف اسلام کے زمانہ میں تانچہ دین متین اور

نصرت سید المرسلین و علیہ علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات میں صحابہ کرام سے جو معمولی درجے کا نیک کام بھی صادر ہوا ہے اگر بعد والے تمام عمر ریاضات و مجاہدات میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیں تو بھی صحابہ کرام کے اس فعل قلیل کے مرتبہ کو نہیں پاسکتے۔ اسی بناء پر حضور سرور عالم علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے (صحابہ کے بعد آئندہ لو) اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کی مقدار میں بھی فی سبیل اللہ سونا خرچ کر دے تو میرے صحابہ کے ایک صاع بلکہ نصف صاع جو انہوں نے راہ خدا میں دیے اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسرے تمام صحابہ کرام سے افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے میں، جان فدا کرنا میں، راہ خدا میں اموال کثیرہ خرچ کرنے میں اور دوسری خدمات لائقہ میں سب سے اول و اسبق ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اے صحابہ تم میں وہ لوگ جو فتح مکہ سے قبل راہ خدا میں مال خرچ کرتے رہے اور جہاد میں مصروف رہے مرتبہ میں برابر نہیں ہو سکتے بلکہ یہ درجہ اور شان میں ان سے بہت بڑھ کر ہیں جنہوں نے بعد فتح اپنے مال راہ حق میں خرچ کئے اور کفار سے لڑے۔ لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دونوں گروہوں سے کیا ہوا ہے (۲۷، الحدید) ۵۸

۲۸۔ صحابی کا مرتبہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صحابی کا مرتبہ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”خواجہ اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے چونکہ خیر البشر ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے اونی صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔ کسی شخص نے عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز تو جواب فرمایا کہ وہ غبار جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا، عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی درجہ بہتر ہے۔“ ۵۹

۲۹۔ صحابہ کرام کا کامل احترام

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ایمان اور کفر کے درمیان واسطہ ثابت کرنے کے باعث امام سے جُدا ہو گیا اور امام نے اُس کے حق میں فرمایا اِغْتَسَلَ غُثًّا، ہم سے جُدا ہو گیا۔ اسی طرح باقی فرقوں کو قیاس کر لو اور صحابہ کے

حق میں طعن زنی کرنا اور حقیقت پیغمبر خدا ﷺ کی ذات گرامی پر نعوذ باللہ طعن کرنا ہے۔ یعنی جس نے صحابہ کی عزت و تکریم نہیں کی وہ رسول اللہ پر ایمان نہیں لایا۔ کیونکہ اس کا حسد کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بد اعتقادوی سے بچائے اور جو احکام قرآن و حدیث سے ہم تک پہنچے ہیں وہ تمام صحابہ کی نقل اور وسیلہ سے پہنچے ہیں۔ جب صحابہ مطعون ہوں گے تو نقل بھی مطعون ہوں گی۔ کیونکہ نقل ایسی نہیں کہ بعض کے سوا بعض سے مخصوص ہو بلکہ سب کے سب عدل اور صدق اور تبلیغ میں مساوی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک کا طعن دین کے طعن کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے اور اگر طعن کرنے والے یہ کہیں کہ ہم بھی صحابہ کی متابعت کرتے ہیں تو پھر یہ لازم نہیں کہ ہم صحابہ کے تابع ہوں بلکہ اُن کی آرا کے متضاد ہونے اور مذاہب کے اختلاف کے باعث سب کی فرمانبرداری ممکن نہیں۔“ ۶۰

۳۰۔ خلفائے اربعہ کی فضیلت

خلفائے اربعہ کی فضیلت اُن کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”حضرات خلفائے اربعہ کی افضلیت اُن کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیونکہ تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔“

۳۱۔ صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے مکتوب گرامی کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

”یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ بدتر ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا ہے۔ قرآن اور شریعت کی تبلیغ اصحاب ہی نے کی ہے اور اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی مطعون ہے خدا تعالیٰ ان

زندہ یقیوں کے ایسے بُرے اعتقاد سے بچائے۔“

۳۲۔ مقام حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہلسنت و جماعت کا مسلک و مشرب وہی ہے جو حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف الفاظ میں بیان فرمادیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ عادل تھے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق پورے کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ صحیح اور باسند اور پختہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں متعدد بار دعا فرمائی کہ اے اللہ انکو اپنی کتاب قرآن حکیم کا علم عطا فرما، اور حساب کا علم بھی عطا فرما، نیز انکو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا یقیناً مقبول و مستجاب ہے لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود بھی ہدایت پر تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت کی تلقین کرتے تھے۔ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا گردن زدنی ہے بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا اتنا ہی مجرم ہے جتنا کہ اصحاب ثلاثہ (ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی) رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والا مجرم ہے لہذا صحابہ کرام کے باہمی جھگڑوں کے متعلق زبان بند رکھنے میں ہی نجات و سلامتی ہے۔

مفسر نبوی کریم ﷺ نے بھی تاکید فرمایا: ”میرے صحابہ کو نیکی سے ہی یاد کرو ان کے باہمی تنازعات کو زبان پر نہ لاؤ انکے متعلق اپنے سینے صاف رکھو، ان سے بغض رکھنے سے بچو اور کسی بھی صحابی کو اعتراف اور طعن تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ۔“ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بھی جھگڑے رہے ہیں ان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطا پر تھے لیکن انکی یہ خطا اجتہادی تھی اسلئے وہ لائق ملامت نہیں ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس خطا کو خطائے اجتہادی قرار دینا اہلسنت و جماعت کے نزدیک اعتقادی مسئلوں میں شامل ہے تو جو شخص انکی اس خطا کو خطائے اجتہادی قرار نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر جانتے ہوئے ان سے ضد اور عداوت کے طور پر ایسا کیا ہے ایسا شخص اس معاملہ میں عقائد اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تمام شکوک و شبہات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ مجدد قدس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہ بات بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقوق اللہ اور حقوق المسلمین دونوں کے پورا کرنے میں امام عادل تھے“ ۶۳

☆ شیخ ابو شکور سلمیٰ نے اپنی مشہور کتاب تمہید شریف میں تصریح کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام میں سے ان کے وہ رفقاء جو جنگ میں ان کے ساتھ تھے، خطا پر تھے تاہم ان کی یہ خطا اجتہادی تھی اور علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی سے حضرت معاویہ کا

نزاع اجتہاد پر مبنی تھا اور اس کو انہوں نے اہل سنت کے عقائد میں شمار کیا ہے۔ ۶۴

ایک احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتبر راویوں کی سند سے وارد ہو چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں یوں دعا فرمائی "اے اللہ اس کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا" اور ایک دوسرے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں اس طرح دعا فرمائی "خداوند اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا" اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے قبول ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ۶۵

چند سطروں کے بعد پھر فرماتے ہیں

ایمام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعین میں سے ہیں اور چند سطر بعد فرماتے ہیں اپنے زمانے مبارک میں علمائے مدینہ منورہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنے والے گردن زدنی ہیں نیز امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والے کو حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینے والے کی طرح قرار دیا ہے (یعنی جس طرح اصحاب ملاحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینے والا گردن زدنی ہے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا بھی گردن زدنی ہے۔ اے برادر یہ معاملہ تھا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہے بلکہ قریباً نصف صحابہ کرام اس معاملے میں ان کے ساتھ شریک ہیں پس اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنے والے کو کافر یا فاسق کہا جائے تو آدھے دین سے ہاتھ دھونا پڑے گا جو انہی حضرات کی نقل و روایت سے ہم تک پہنچا ہے، اور اس انجام سے وہی زندیق اور بے دین راہی ہو سکتا ہے جس کا مقصد ہی دین کو برباد کرنا ہو۔ ۶۶

آخر پر اس معاملہ میں سلامتی کا راستہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایمے اے برادر! اس بارے میں سلامتی کی راہ اور نجات کا راستہ صرف یہی ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اور محاربات

کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے اور زبان نہ کھولی جائے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ”میرے صحابہ میں جو جھگڑے ہوں تم ان سے الگ رہو“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا ”میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کا خوف کرو اور ان کو بدگوئی کا نشانہ نہ بناؤ“ نے ۱۹

۳۳۔ فضائل اہل بیت (علیہم الرحمۃ والرضوان)

خواجه جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی وغیرہ کہلاتے ہیں عوام کو ان کے زہریلے اور خطرناک پراپیگنڈے سے بچانا بھی اس دور میں از حد ضروری ہے کیونکہ انکی باتوں میں اگر لوگ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی آل اطہار کے مخالف ہو جاتے ہیں لہذا ضروری تھا کہ حضرت شیخ محمد والف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی روشنی میں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقامات عالیہ سے لوگوں کو باخبر کر دیا جائے تاکہ سادہ لوح لوگ انکے دام میں پھنس کر اپنے ایمانوں کو ضائع نہ کر لیں۔

مکتوبات امام ربانی کے اقتباسات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

”اے برادر چونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و الخیر کے بوجھ کے حامل ہیں

اس لیے اقصاب، ابدال اور اوتادوں کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے اور یہ مذکورہ الصدر اولیاء اولیاء عزلت کہلاتے ہیں اور ان پر ولایت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ قطب الاقطاب جسے قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اُس کے سر پر ہوتا ہے۔ قطب مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت و رعایت کے ذریعہ ہی اپنی ذیویٰ انجام دے سکتا ہے اور اپنے عہدہ قطب مداریت کو سنبھال سکتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور حسین بھی اس کام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں“ ۶۸

(۲)۔ راہ ولایت کے ذریعہ خداوند تعالیٰ تک پہنچنے والوں کے امام اور پیشوا اس گروہ اولیاء کے سردار اور ان اولیاء عزلت کے فیض و برکت کا منبع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات مبارکہ ہے اور یہ منصب عظیم آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے گویا اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمہ الزہرہ

اور حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ میرا گمان ہے کہ دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام تربیت میں القاب و ادنا و غیرہ کے بجائے وادویٰ تھے۔ جس طرح کے بعد از پیدائش بجاء وادویٰ ہیں۔ اور جو بزرگ بھی قطبیت و غیرہ کے درجے پر فائز ہوتا ہے اور جس کسی کو جو فیض اور ہدایت ملتی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ و واسطہ سے ملتی ہے کیونکہ آپ اس کے نقطہ انتہائی کے قریب ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب آپ کا دور مبارک ختم ہوا تو یہ تربیت فیض رسانی کا منصب عظیم حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب سپرد کر دیا گیا۔ اور ان دونوں حضرات کے بعد یہ منصب عظیم علی الترتیب بارہ اماموں کے حوالہ کیا گیا۔ چنانچہ ان حضرات کے زمانوں اور ان کے بعد کے زمانوں میں جس کو بھی جو ہدایت و فیض ملتا رہا ان کے واسطے اور وسیلے سے ہی ملتا رہا۔ اگرچہ القاب و نجباء و غیرہ ہم ہی کیوں نہ ہوں سب کے بجائے وادویٰ یہی ائمہ اثنا عشر رہے ہیں ۶۹

(۳) ”کیونکہ اطراف و جوانب کا کسی مرکز کے ساتھ ملحق رہنا ضروری ہے (یہ سلسلہ فیض رسانی انہی بزرگواروں سے چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آگیا۔ چنانچہ آپ کے وقت میں یہ منصب عظیم القدر آپ کو سپرد کر دیا گیا۔ ائمہ اثنا عشر اور حضور غوث پاک کے درمیان کوئی بھی اس مرتبہ کا بزرگ محسوس نہیں ہوتا جس کو یہ مرتبہ عطا ہوا ہو۔ چنانچہ حضور غوث پاک کے زمانہ مبارک سے لے کر اب تک، اور آئندہ بھی جن کو فیض و ہدایت ملتی ہے چاہے وہ القاب و نجباء ہی کیوں نہ ہوں حضور غوث پاک کے وسیلہ و واسطہ سے ملتی ہے اور بعد از ائمہ اثنا عشر یہ مرکز آپ کو (غوث پاک) بھی عطا ہوا ہے اور کسی کو یہ مقام عطا نہیں ہوا اس بنا پر آپ کا یہ شعر مبارک ہے:

یعنی پہلوں پر سورج غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب فیض ہمیشہ بلند یوں پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔ نیز آئندہ بھی جب تک معاملہ فیضان جاری رہے گا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے اور وسیلے سے ہی جاری رہے گا“ ۷۰

(۳)۔ میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام تربیت میں حضرت ٹوٹ پاک کے قائم مقام ہوتا ہے اور ان کی نیابت سے یہ معاملہ اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ چاند سورج سے روشنی لیتا ہے۔ ایسے

(۵)۔ پس اہل سنت و جماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے جس شخص کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔ ۲۷

(۶)۔ وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت و جماعت کو اہل بیت کا محبت نہیں سمجھتا اور اہل بیت سے محبت کرنا شیعوں کا خاصہ جانتا ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنا شیعیت نہیں بلکہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں تبرا کرنا شیعیت ہے اور صحابہ کرام سے بیزاری قابل مذمت و ملامت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”اگر آل محمد ﷺ سے محبت رکھنا شیعیت ہے تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں“ ۲۸

(۷)۔ میں کہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ اہل بیت کے محبت نہیں ہیں حالانکہ اہل بیت کرام سے محبت رکھنا ان بزرگواروں (اہل سنت) کے نزدیک جزو ایمان ہے اور بوقت موت ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے کو بڑا دخل ہے۔ اس فقیر کے والد جو ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے اکثر اوقات اہل بیت سے محبت کی ترغیب دیتے رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔ اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیے۔ یہ فقیر آپ کے وصال کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھا جب حضرت والد ماجد کا آخر وقت آیا اور (نزع کے وقت) اس عالم دنیا کا شعور کم رہ گیا تو فقیر نے محبت اہل بیت کی بات یاد دلائی اور اس کے متعلق دریافت کیا آپ نے اس بے خودی کے عالم میں فرمایا کہ میں اہل بیت عظام کی محبت میں مستغرق ہوں (حضرت والد ماجد) کی اس حالت پر خدا تعالیٰ کا شکر بجالایا گیا اہل بیت سے محبت اہل سنت و جماعت کے نزدیک سرمایہ نجات ہے۔ ۲۹

حضرت شیخ مجدد و صاحب اسی مکتوب ۳۶ کو حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو اشعار پر ختم کرتے ہیں:

الحی الحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتہ رو کنی و قبول
من و دست و دامن آل رسول

ترجمہ:

یا الہی حضرت فاطمہ اثر ہر کی اولاد کے صدقے مجھے
ایمان پر خاتمے کی توفیق دے تو میری دعا کو چاہے رد
کر دے یا قبول میں تو آل رسول کا دامن ہاتھ میں
لے لے تیرے حضور میں دعا کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے مندرجہ بالا اقتباسات سے اہل سنت و جماعت کے اہل بیت الرضوان کے بارے میں مندرجہ ذیل عقائد کی وضاحت ہوتی ہے اور ان کے مقام و مرتبہ کی تصریح ہوتی ہے۔ تمام اقطاب، ابدال اور اوتاد وغیرہ کی تربیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہے ان کے تمام کام آپ کی مدد و اعانت سے انجام پاتے ہیں اور اس تربیت اور فیض رسانی اور مدد و اعانت میں آپ کے ساتھ حضرت فاطمہ الزہراء اور حضرات امانین کریمین (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین) بھی شریک ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس

ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد و اعانت کے بغیر کسی فرد کو ولایت نہیں مل سکتی اور جب مخالفین کے نزدیک مدد از غیر اللہ کا عقیدہ کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو لہذا قیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

کے بغیر کسی فرد کو ولایت نہیں مل سکتی اور جب مخالفین کے نزدیک مدد از غیر اللہ کا عقیدہ کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو لہذا قیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

۲۔ راہ ولایت کے ذریعہ وصول الی اللہ کا مرتبہ پانے والوں کے سردار و پیشوا حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ ہیں۔ سرداری کا یہ منصب عظیم آپ ہی سے خاص ہے۔
۳۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اولیاء اللہ کے سروں پر ہے۔

۴۔ اولیاء اللہ کو فیض اور مدد دینے کا یہ مرتبہ آپ کو اپنی ولادت سے پہلے بھی حاصل تھا اور دنیا میں تشریف لانے کے بعد بھی اندازہ لگائیے کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غائبانہ امداد کے کس قدر قائل اور معتقد ہیں۔

۵۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد یہ منصب و مرتبہ حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب عطا ہوا ان کے بعد یہ منصب بارہ اماموں کو عطا ہوا اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک انہی کے پاس رہا اور یہ بارہ امام

اپنے وصال کے بعد چار پانچ سو سال تک تمام اولیاء اللہ کی غائبانہ مدد و اعانت کرتے رہے پھر یہ مدد و اعانت کا منصب و مرتبہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام اولیاء امت اس اخذ تربیت میں حضور غوث پاک ماتحت ہیں اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بھی اس معاملہ میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں۔

۶۔ اہل بیت عظام سے محبت عقیدت اہل سنت ہونے کیلئے شرط ہے جس کا دل اس محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت نہیں بلکہ خارجی ہے

۷۔ اہل بیت کرام کے ساتھ محبت و عقیدت کا نام شیعیت نہیں بلکہ صحابہ کرام کی شان میں تہلیل و تہلیل کا نام شیعیت ہے۔ جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

۸۔ اہل بیت اور سادات کرام سے محبت و عقیدت اہل سنت کے نزدیک جزو ایمان ہے

۹۔ ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کی محبت کو بڑا دخل ہے مطلب یہ ہوا کہ جو اہل بیت سے محبت نہیں رکھتا بوقت موت اسکا ایمان چھن جانے کا خطرہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اہل بیت عظام کے ساتھ عقیدت محبت رکھنے کی کس قدر تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ حب صحابہ کرام اور حب اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تمام مومنین و مومنات اور مسلمین اور مسلمات کو خاتمہ عطا فرمائے۔

۳۔ تصرفات کا ملین

تصرف درحقیقت کرامت اور توجہ باطنی کے طور پر کسی کام کے انجام دینے کا نام ہے اور اہل اللہ کی کرامات اور توجہات قرآن و حدیث اور اجازت امت سے ثابت ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کام اہل اللہ کی توجہ اور مدد سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ صرف ظاہری اور مجازی طور پر اہل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے فی الحقیقت سر اسرار اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ مقبول بندہ صرف اس کے ظہور کا ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ جس طرح بسا اوقات بظاہر مرض و دوا اور علاج سے دور ہوتا ہے لیکن حقیقت میں شفاء من جانب اللہ ہوتی ہے یا بارش بظاہر بادلوں سے ہوتی ہے مگر یہاں بھی فی الحقیقت پانی اتارنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیمار کو شفاء دیتے تھے مگر زرا اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے۔ مٹی سے پرندے بنا کر اور ان میں جان ڈال کر اڑاتے تھے۔ ان تمام افعال کے صدور میں صرف واسطہ اور ذریعہ تھے درحقیقت یہ سب افعال اللہ تعالیٰ کے تھے۔ اہل سنت کے نزدیک اولیاء اللہ کے تصرفات اور مدد وغیرہ کا صرف یہی مطلب ہے۔ اور وہ انہیں صرف واسطہ اور ذریعہ تسلیم کرنے ہی کے قائل ہیں۔ وہ نہ تو اولیاء اللہ کو معاذ اللہ خدا تصور کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کا مقابل اور شریک مانتے ہیں اس کی کسی صفت میں شریک مانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں قطعاً اور یقیناً وحدہ لا شریک ہے۔ اہل سنت و جماعت انہیں اللہ کے بندے، اس کی مخلوق اور اس کے محتاج ہی جانتے اور مانتے ہیں۔ بزرگان دین کو اس سے بڑھانا اور اوصاف الوہیت میں حصہ دار

ماننا نہ شرعاً درست ہے اور نہ اہل سنت و جماعت اس کے قائل ہیں۔ مخالفین کا یہ کہنا کہ سنی بزرگوں کو خدا مانتے ہیں اور انہیں پوجتے ہیں بالکل بے اصل اور بے بنیاد الزام ہے۔ اس سلسلے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہی ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔ مخالفین نے اولیاء کرام کے تصرفات کے انکار کیلئے اپنے پاس سے ایک اصطلاح گڑھ لی ہے جسے وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر انکے سامنے کوئی واقعہ یا روایت یا حدیث و تفسیر کا حوالہ پیش کیا جائے تو یہ کم علم لوگوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرتے ہیں کہ یہ تو اسباب کے تحت چیز ہے اسے ہم بھی جائز اور درست کہتے ہیں۔ مافوق الاسباب تصرف اور مدد کرنا ناجائز ہے۔ یہ بات ذہن میں ڈھنی چاہیے کہ یہ اصطلاح مخالفین کی اپنی اختراع ہے اور انکی آڑ میں تصرفات سے انکار قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ قرآن حکیم میں وارد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی (آصف بن برخیا) مافوق الاسباب سینکڑوں میل دور سے چشمِ ذون میں ملکہ سبا کا تخت اٹھالایا۔ سورہ مریم میں وارد ہے کہ حضرت مریم کو کہا گیا کہ اس کھجور کے تنے کو ہلا ڈیو تم پر تازہ کھجوریں گرائے گا چنانچہ یہی ہوا یہ بھی مافوق الاسباب بات تھی۔ سورہ کہف میں ہے ”تم اصحاب کہف کو دیکھو تو بیدار گمان کرو حالانکہ وہ سو رہے ہیں“

سینکڑوں برس انسان کا بلا خورد و نوش صحیح و سالم، زندہ اور باقی رہنا اور آرام کی نیند سوئے رہنا قطعاً اسباب اور معمول کے خلاف ہے اور انسانی طاقت اور قدرت سے باہر ہے۔ سورہ کہف میں ہی وارد ہے کہ ایک بندے (حضرت) نے عین دریا کے درمیان لوگوں سے بھری ہوئی کشتی کے نیچے کے تختے اکھڑ دیئے لیکن کشتی غرق نہ ہوئی بلکہ سلامتی

کے ساتھ کنارے پر پہنچ گئی یہ چیز بھی اسباب سے بالاتر ہے۔ فرشتوں کا لوگوں کی حفاظت کرنا اور لوگوں کی روحمیں قبض کرنا وغیرہ بھی مافوق الاسباب ہے اور ان باتوں کا انکار قرآن حکیم کی صریح آیات کا انکار ہے جسکا مومن کبھی مرتکب نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید میں اور بھی متعدد واقعات موجود ہیں جن سے اللہ کے بندوں کیلئے مافوق الاسباب، اختیارات اور قوتوں کا ثبوت ملتا ہے اور احادیث اور اقوال صحابہ کرام اور اولیاء کرام اور سلف و خلف کی تصریحات کا شمار بھی نہیں۔ سر دست حضرت امام ربانی قدس سرہ کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”جانتا چاہیے کہ میرے پیر اور وصول الی اللہ راہ نما وہ لوگ ہیں جن کے توسل سے میں نے اس راہ سلوک میں آنکھیں کھولیں ہیں اور انہی کی وساطت سے میں نے اس معاملہ میں لب کشائی کی ہے اور طریقت میں الف اور با کا سبق انہی سے لیا ہے اور میں نے مولویت کا ملکہ انہی حضرات کی توجہ شریف سے حاصل کیا ہے اگر مجھ میں علم ہے تو انہی کے طفیل، اور اگر معرفت ہے تو بھی انہی کی توجہات کا اثر ہے۔ انتہاء کو ابتداء میں داخل کرنے کا طریقہ انہی سے میں نے سیکھا ہے۔ اور میں نے فیومیت کی جہت سے جذب کی نسبت انہی سے اخذ کی ہے اور میں نے انکی ایک نظر سے وہ فیض پایا ہے جو دوسروں کو چالیس چالیس روز

کی چلہ کشی سے بھی میسر نہیں آ سکتا۔ میں نے انکی گفتگو سے وہ کچھ پایا ہے جو دوسرے برسوں میں بھی حاصل نہیں کرتے۔" ۵۱

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس راہ سلوک و تصرف میں اپنے پیران کرام رہنمایان عظام کے وسیلہ جلیہ سے آنکھیں کھولی ہیں اور انہی کے وسیلہ اور واسطہ سے مسائل تصوف میں لب کشائی کی ہے اور نہایت مشکل امور کو حل کیا ہے۔ اور آپ نے دینی علوم میں تبحر، کمال اور مکملہ ان بزرگوں کی توجہ شریف سے حاصل اور نصیب ہوا ہے انہی کے طفیل آپ کو علم ملا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھ میں معرفت بھی انہی کی توجہات کریمہ کا اثر ہے۔ قیومیت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونے کا شرف بھی انہی کی توجہ سے نصیب ہوا ہے اور مجھ کو بزرگوں کی نظر اور انکے صرف ایک کلمہ سے حیرت انگیز فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اولیا کرام اور بزرگان دین کے متعلق جس حسن اعتقاد اور عمدہ عقیدت کا اظہار فرمایا ہے اور وہ موجودہ وقت میں صرف اہل سنت و جماعت میں پایا جاتا ہے اور انہی کا طرہ امتیاز ہے اور بزرگوں سے یہ عقیدت صرف اہل سنت و جماعت میں ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

"آپ یعنی خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے انہیں اپنے تصرف سے اپنا مطیع بناتے اور پھر اس طرح ان سے احکام شریعت کی ترویج و اشاعت فرماتے۔" ۶۱

اس عبارت میں تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل صاف طور پر تصرف کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر بزرگان دین کا تصرف کوئی چیز نہیں اور کسی دلی میں تصرف کی قوت و طاقت ثابت کرنا شرک اور تاروا ہوتا تو حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ جیسے کامل بزرگ ہرگز ہرگز کسی کے لئے تصرف کی قوت تسلیم نہ کرتے۔

ایک مقام پر حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"تو اے لوگو! متابعت کرو ہمارے سردار، ہمارے مولاء، ہمارے شفیع اور ہمارے دلوں کے طبیب جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔" ۷۱

مندرجہ بالا عبارت میں حضور نبی کریم ﷺ کو طبیب قلوب فرمایا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو بیمار دلوں کی درستی، اصلاح اور علاج کی قوت و طاقت نہ عطا فرمائی گئی ہوتی تو آپ ہرگز طبیب قلوب نہ ہوتے تو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ حضور علیہ السلام کے لئے استعمال نہ کرتے۔

پھر کامل کے ثبوت تصرف کیلئے مندرجہ ذیل عبارت بالکل واضح ہے۔ مزید

تشریح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

”آپ نے دریافت کیا ہے کہ کیا صاحب تصرف پیر اپنے ذی استعداد و مرید کو اپنے تصرف سے اسکی استعداد سے بلند مراتب تک لے جاسکتا ہے یا نہیں؟۔۔۔۔۔ اس کا جواب یہ ہے ہاں واقعی اسکو بلند مراتب تک پہنچا سکتا ہے۔۔۔۔۔ مثلاً ایک ذی استعداد و مرید ولایت موسوی کی استعداد رکھتا ہے وہ بھی نصف راہ تک جانے کی تو اسکا صاحب تصرف پیر اپنے تصرف سے اسکو ولایت موسوی کے بالکل آخری اور انتہائی مراتب تک پہنچا سکتا ہے۔ ۸۷

ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرنے سے گریز نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ولی کوئی قوت اور طاقت نہیں رکھتا اور ساتھ ساتھ اس غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ یہی بزرگان دین کے عقائد ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ظلم، فریب اور جھوٹ بولنے کا کیسا بدترین مظاہرہ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:-
”یہ وہ بزرگ ہیں کہ طالبوں کی تربیت اگلی بلند صحبت سے وابستہ

ہے اور ناقصوں کی تکمیل اگلی توجہ شریف پر موقوف ہے۔ ان بزرگوں کی نظر تمام امراض قلبی سے شفا بخشی ہے اور انکا التفات باطنی اور روحانی علتوں اور خرابیوں کو دفع کرتا ہے۔ اگلی ایک توجہ سو ۱۰۰ چلوں کا کام کرتی ہے اور انکا ایک دفعہ التفات فرمانا برسوں کے ریاضات اور مجاہدات کے برابر ہے۔ ۹۷

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تصرف اولیاء اللہ کا مسئلہ بالکل حق اور درست ہے۔ تمام سلف صالحین اور اہل تحقیق کا یہی مسلک ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سلف صالحین کے عقائد پر چلنے اور قائم رہنے کی توفیق عنایت کرے۔

۳۵۔ عظمت اولیاء کرام

پوری دنیا میں جن مبارک ہستیوں نے اللہ تعالیٰ کا نام بلند کیا دین حق کی اشاعت کیلئے اپنے لمحات زندگی وقف کئے اس کی خاطر مصائب والام برداشت کئے۔ انسانی نفوس کا تزکیہ کیا انکو اعتقادی، روحانی اور عملی و اخلاقی غلاظتوں سے پاک اور صاف کر کے حسن اخلاق، احسن عمل، حسن اعتقاد اور روحانی طہارت و پاکیزگی کا راستہ دکھایا اور ایثار و قربانی کی زندہ جاوید روایات قائم کیں۔

حسب سابق عظمت اولیاء کرام کے موضوع پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کے چند ایک ارشادات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ انکا مطالعہ دین و ایمان کے لٹیروں سے ایمان بچانے کا باعث بن سکے:-

”پس اولیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں حق تعالیٰ جملہ اعمال کیلئے کرتے ہیں نہ اپنے نفس کیلئے۔“ ۸۰

”الحمد للہ سبحانہ آپکے مکتوب گرامی سے فقرائے کی محبت اور انکی توجہ کا اعتقاد مفہوم ہوتا ہے۔ درویشوں کی توجہ کا اعتقاد اور انکی محبت سرمایہ سعادت ہے کیونکہ یہ (بزرگ) لوگ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں اور یہ حق تعالیٰ کا ذکر کرنے والی وہ مبارک قوم ہے جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کفار پر نصرت و کامیابی کیلئے فقراء اور مہاجرین کے طفیل حق تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے۔ (شرح سنہ ۱۲ مشکوٰۃ) اسی طرح نبی کریم ﷺ

نے ان (اولیاء) کے متعلق ارشاد فرمایا ”بہت سے پرانندہ ہال، گرد آلود، بندے ایسے ہیں جنہیں دروازوں سے دھکیل دیا جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ انکی قسم پوری فرماتا ہے۔“ ۸۱

”حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اس گروہ اولیاء کی محبت پر استقامت نصیب فرمائے اور قیامت میں ان کے ساتھ حشر فرمائے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں اور ان سے انس رکھنے والا محروم نہیں اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے میں نامرادی نہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں انکو دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ جس نے ان کو پہچان لیا خدا کو پالیا انکی نظر دواء اور ان کا کلام شفاء ہے اور انکی صحبت ضیاء اور رونق بخشی ہے جس نے انکے ظاہر کو ہی دیکھا وہ خائب و خاسر ہو گیا اور جس نے انکے باطن کو دیکھا وہ نجات اور فلاح پا گیا کسی بزرگ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے ”اے اللہ تو نے اپنے دوستوں کو کیا کر دیا ہے کہ جس نے انکو پہچانا اس نے تجھے پہچانا اور جب تجھے نہ پہچان سکا انکو بھی نہ

پہچان نہ کا یعنی انکی شناخت اور تیری شناخت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتی۔“ ۸۳

”حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے لکھا ہے کہ علم لدنی کے پونچھنے میں حضرت خضر علی نبینا وعلی جمیع المرسلین الصلوٰۃ والسلام درمیان میں واسطہ اور ذریعہ ہیں۔۔۔۔۔ اس تخصیص کی تائید کرتا ہے۔ وہ واقعہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن آپ منبر پر جلوہ افروز ہو کر علوم و معارف بیان فرما رہے تھے کہ دوران وعظ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ہوا۔ شیخ قدس سرہ نے فرمایا اے اسرائیلی اوصرا اور محمدی کا کلام سن۔“ ۸۳

”اس عارف کامل کی ظاہری صورت اس کے باطن کے اعتبار سے بالکل اس طرح ہے جس طرح کپڑا پہننے والے کے ساتھ کپڑے کی نسبت۔ پس دوسرے (عوام) اس یعنی عارف کی حقیقت کو کیا پا سکتے ہیں اور اس کے متعلق کیا سمجھ سکتے ہیں اور اسے اپنی حقیقتوں اور صورتوں کی مثل تصور کرنے کے سوا اور کیا

کر سکتے ہیں ایسے عارف کامل کی پہچان اللہ تعالیٰ کی پہچان کا ذریعہ ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اولیاء اللہ کی نشانی یہ ہے کہ ان کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔“ ۸۴

”بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل اللہ کا وجود درحقیقت کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے اور انکی رحمت الی الحق رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ مردہ دلوں کو زندہ کرنا انکی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ لوگ اہل زمین کیلئے باعث امن ہیں اور زمانے کیلئے غیبت۔ حدیث شریف میں انکی شان میں یوں وارد ہے۔ ”انہی اولیاء کے طفیل بارش ہوتی ہے اور انہی کے وسیلے سے مخلوق کو رزق ملتا ہے“ انکا کلام دوا اور انکی نظر امراض باطنہ کیلئے شفاء ہے یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں۔“ ۸۵

اولیاء اللہ کی بزرگی، عظمت، رفعت شان اور فضائل کے متعلق مکتوبات شریف کی یہ عبارتیں آپ کے سامنے ہیں ان عبارات میں جس انداز اور جس صراحت و وضاحت سے بزرگان دین کی عظمت اور جلالت شان کا اظہار کیا گیا ہے وہ کسی تشریح و توضیح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔

۳۶۔ محبت اولیاء کرام

اولیاء اللہ کی محبت اہلسنت و جماعت کا طرہ امتیاز ہے اسی محبت کی بنا پر علماء اہل سنت اولیاء کرام کی مدح و ثنا میں رطب لسان رہتے ہیں اسکے آستانوں پر حاضر ہوتے اور انکی رضا جوئی اور خدمت گزاری کو سعادت جانتے ہیں۔ قاعدہ اور دستور ہے جس سے محبت اور انیسیت ہوتی ہے انسان اسکا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور اپنے محبوب کے خلاف کوئی بات بھی سننا گوارہ نہیں کرتا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ صرف چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ محبت و وابستگی کتنی بڑی دولت و سعادت ہے اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بھی اہل سنت و جماعت کو ہی عطا فرمائی ہے۔ دوسرے تمام فرقے اس دولت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”یہ کس قدر سعادت ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول فرمالیں چہ جائے کہ اس سے محبت کریں اور اپنے قرب سے سرفراز فرمائیں۔“ ۸۶

”اس طائفے (اولیاء اللہ) کی محبت جو معرفت پر مبنی ہے خدا تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے اور اس گروہ سے بغض رکھنا

زہر قاتل ہے اور انکی عیب جوئی محرومی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس ابتلاء سے بچائے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اے مولا کریم تو جسے برباد کرنا چاہتا ہے اسے ہم سے نکل دیتا ہے۔“ ۸۷

”فقراء کے آستانے کی چاروب نشی دولت مندوں کے ہاں صدر نشینی سے بھی بہتر ہے۔“ ۸۸

”اس گروہ کے بیان میں جو اولیاء اللہ کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ اس گروہ کی مذمت و جھوٹا جائزہ بلکہ مستحسن ہے۔“ ۸۹

”اپنے مربی (پیر و مرشد) کی طرف پوری توجہ رکھنی چاہیے کیونکہ اس دولت (معرفت) کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ یہی ہے۔ پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری کے وقت اور غیر حاضری کے وقت ہر حال میں اس سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے آداب کی رعایت اچھی طرح کرنی چاہیے اور ان بزرگوں کی رضا کو حق

تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ اور وسیلہ تصور کریں۔ فلاح اور نجات کا راستہ یہی ہے۔“ ۹۰

”اس محبت کو دنیوی اور اخروی سعادتوں کا سرمایہ تصور کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے اس پر مضبوطی اور استقامت کی دعا کرتے رہیں۔ احکام شرعیہ کی بجا آوری کی تو فیض اسی محبت کا نتیجہ ہے اور باطن کی جمیعت کا حصول اسی دوستی کا ثمرہ ہے۔ اگر سارے جہان کی غلامتیں اور کدورتیں باطن میں ڈال دیں مگر اولیاء کرام کی محبت کا رشتہ قائم رہے تو کچھ غم نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے۔“ ۹۱

”درویشوں سے محبت اور انکے ساتھ ربط و الفت اور انکے ارشادات سننے کا شوق اور ان کے طور طریقوں کی طرف میلان، خداوند تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے اور عظیم ترین دولت ہے۔ مخبر صادق (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا ہے کہ انسان انکے ساتھ ہوتا ہے جس سے اسکو پیار ہوتا ہے لہذا ان اولیاء اللہ کا دوست انکے ساتھ ہے اور حریم قرب میں انکے طفیل پہنچ کر رہے گا۔“ ۹۲

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کالمین کی پکی محبت و عقیدت عطا فرمائے اور ان پاک

لوگوں کے ساتھ حشر فرمائے اور سعادت دارین سے مالا مال فرمائے (آمین)

۳۷۔ وسیلہ واستمداد

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنا، اپنی حاجات چاہنا اور دینی و دنیوی مشکلات و مہمات میں کالمین کو ذریعہ اور واسطہ جانتے ہوئے ان سے مدد طلب کرنا بالکل جائز و درست ہے۔ شرک و بدعت نہیں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے عبارتیں پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت حال سے واقفیت اور آگاہی حاصل ہو۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”اے برادر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و لائت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و تحیہ کے حامل ہیں اسلئے زمانے کے قطب، ابدال، اوتاد جو تارک دنیا اولیاء ہیں اور جن پر ولایت کا رنگ غالب ہے ان سب کی تربیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد اور اعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب جس کو قطب مدار بھی کہتے ہیں اس کا سر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کے نیچے ہے اور قطب مدار آپ کی حمایت اور رعایت سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرتا ہے۔ اور اس معاملہ میں حضرت فاطمہ الزہرا

اور آپ کے دونوں صاحبزادے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں۔“ ۹۳

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب کے اس اقتباس سے واضح ہوا۔ قطب، ابدال، اوداد وغیرہ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور یہ بزرگ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں انجام دینے میں مولا علی مشکل کشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد و اعانت کے محتاج ہیں۔ اس تربیت اور مدد دینے میں سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے نعت جگر حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شریک ہیں۔ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام اور بہت سی مہمات اپنے کامل اولیاء کے سپرد کر رکھی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ و انما اور ہمہ وقت اولیاء امت کے حالات و مدارج کی طرف رہتی ہے ورنہ تربیت کیسی تمام دنیا کے اقطاب، ابدال اور اوداد وغیرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کے نیچے ہیں اور آپ کے علم میں ہیں ورنہ جس کا علم نہ ہو اس کی مدد و اعانت کس طرح ممکن ہو سکتی ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں رقم طراز ہیں:

”اسی قبیلہ سے اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کی امداد و اعانت ہے جو جسمانی امداد کی طرح اثر دکھاتی ہے جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا

اور دوستوں کی مدد کرنا مختلف وجوہ اور مختلف طریقوں سے۔“ ۹۴

اکابر اولیاء اللہ کی ارواح مقدسہ بلاشبہ مدد فرماتی ہیں۔ دشمنوں کو اپنے تصرف اور روحانی قوت سے ہلاک کرتی ہیں اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی مدد و نصرت فرماتی ہیں۔ انکی یہ مدد و نصرت اس طرح اثر دکھاتی ہے کہ گویا وہ اپنے اجسام طاہرہ کے ساتھ مدد و اعانت فرما رہے ہیں

اولیاء کرام کی محبت، عظمت اور عقیدت سے اپنے دل کو منور رکھنا چاہیے۔ اولیاء کرام کے حضور میں التجاء و تضرع کو اپنی عادت اور دستور بنایا جائے۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی محبت و عقیدت اور عظمت کو اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت کے حاصل ہونے کا ذریعہ اور واسطہ جانے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”بہر صورت گروہ اولیاء اللہ کے ساتھ اپنا رشتہ محبت قائم رکھے

اور اس پاکیزہ گروہ کے حضور التجاء و تضرع کو عادت اور اپنا

طریقہ بنائے اور اس بات کا منتظر رہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اس

مقدس گروہ کے ساتھ محبت کے وسیلہ سے اپنی محبت عطا فرمائے

اور پورے طور پر اپنی ذات کی طرف پہنچ لے۔“ ۹۵

حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ خورو

خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ظاہری پیر و مرشد رکھنے کے باوجود وصال یافتہ بزرگوں سے مدد حاصل کرتے رہے اسی بنا پر اویسی المنسبت کہلائے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود ظاہری پیر (یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ) رکھنے کے چونکہ خواجہ نقشبند قدس سرہ کی روحانیت سے مدد حاصل کی ہے اسلئے انکو بھی اویسی کہا جاتا ہے اور اسی طرح حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے ظاہری پیر (سید امیر کمال رحمۃ اللہ علیہ) رکھنے کے باوجود چونکہ کئی طرح کی امداد خواجہ عبدالخالق غجد دانی کی روحانیت سے حاصل کی ہے اسلئے یہ بھی اویسی کہلائے۔“ ۹۶

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پیر کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تجھے معلوم ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر کی وہ ذات ہے جس سے تجھ کو ذات حق تعالیٰ تک وصول کا راستہ ملتا ہے اور طرح طرح کی مدد و اعانت اس راہ میں اس سے تجھ کو ملتی ہے۔“ ۹۷

حضور غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

قضاء مہرم کو تہدیل کرنے کی طاقت اور ہمت رکھتا ہوں اس ضمن میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

”میرے قبلہ گاہ (خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ) فرماتے تھے کہ حضور غوث پاک قدس سرہ نے اپنی بعض تصنیفات میں فرمایا ہے کہ نقشبند مہرم تہدیل کرنے کی طاقت و مجال کسی کو نہیں مگر میں اس کو بھی تہدیل کر سکتا ہوں۔“ ۹۸

حضرت امام ربانی مجدد کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں جس قدر فیوض امتیوں کو پہنچتے ہیں اس کے ذریعہ اور واسطہ سے پہنچتے ہیں اگرچہ وہ فیض لینے والے قطب و اوتاد ہوں یا ابدال و نجباء ہوں۔“ ۹۹

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ میں ایک معاملہ، میں مدت تک رکا رہا آخر ایک بزرگ کے مزار شریف پر حاضری کا موقع نصیب ہوا اس مدفون بزرگ نے تو اللہ تعالیٰ سے معاملہ کی حقیقت پورے طور پر ظاہر فرمادی اسی دوران نبی کریم ﷺ کی روح پر فتوح بھی مجھ کو تسلی دینے کے لئے تشریف لائی۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی ملاحظہ ہو:-

”یہ حالت ایک مدت تک رہی پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار مبارک کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا اور اس معاملہ میں اس مدفون ولی اللہ سے میں نے مدد و اعانت طلب کی چنانچہ اس دوران اللہ جل شانہ کی عنایت شامل حال ہوگئی اور معاملہ کی حقیقت پورے طور پر منکشف ہوگئی اور عین اس وقت حضور خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ کی روح مبارک بھی تشریف لائی اور میرے دل نمکین کو تسلی دی۔“ ۱۰۰

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان خطوط جو آپ نے اپنے پیرومرشد شیخ ایشیوخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو لکھے ہیں جا بجا آپ کو پیرونگیر سے یاد فرمایا ہے نیز آپ نے فرمایا ہے:

”راہ بین اور راہ نماہیر کی تلاش جو وسیلہ بن سکے، کا بھی شرعاً حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے لوگو! اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔“ ۱۰۱

مسئلہ وسیلہ و استمداد کی تائید و حمایت میں مکتوبات امام ربانی سے اور بھی بہت سی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن مقصود حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کی صراحت و وضاحت ہے اسلئے صرف مندرجہ بالا عبارات پر ہی کفایت کی جاتی ہے۔

۳۸۔ ایصال ثواب

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک تمام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ بدنی اور مالی عبادتوں کا ثواب ارواح کو بخشا جائز اور درست ہے اور ان کو یہ ثواب پہنچتا بھی ہے اور یہ مسئلہ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء کرام سے ثابت ہے۔ اس مسئلہ میں حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک و مذہب ظاہر کروینا مناسب و موزوں ہے لہذا اس مسئلہ پر حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے چند ایک اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:-

”اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور ہر گھڑی دعا و صدقہ کے ذریعہ انکی مدد کرتے رہو کیونکہ میت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہے اور مردہ ہر وقت اپنے باپ، ماں، بھائی یا دوست کی طرف سے دعا کا منتظر رہتا ہے۔“ ۱۰۲

”دعا و استغفار اور صدقہ خیرات کے ذریعہ مرنے والے کی امداد کردی ہے بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کیلئے پکار رہا ہو تو مردہ بھی اپنے والد، والدہ، بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دعا

کا منتظر رہتا ہے۔ اور جب اسے قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کو پہاڑوں جتنی رحمت کی شکل دیکر اہل قبور کی قبروں میں داخل کرتا رہتا ہے اور زندوں کی طرف سے مرے ہوئے لوگوں کیلئے اصل تحفہ یہ ہے کہ ان کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔“ ۱۰۳

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عقیدت مند کو لکھتے ہیں:

”آپ نے جو نیاز و رویشوں کیلئے روانہ کی تھی وہ مل گئی ہے اور اس پر سلامتی کیلئے فاتحہ بھی پڑھ دی گئی۔“ ۱۰۴

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم علیہ علیٰ جمیع اہل بیتہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ پاک ہیں اور حضور نبی کریم علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی منظور نظر محبوبہ ہیں۔ آج سے چند سال قبل (فاتحہ دلانے میں) فقیر کا طریقہ یہ تھا (کہ ایصالِ ثواب کیلئے) اگر کوئی کھانا پکاتا تو اس کا ثواب صرف آلِ عبا کی روحوں کو بخشا تھا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کی روح پر فتوح کو ایصالِ ثواب کرتے وقت سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ،

حضرت فاطمہ الزہراء اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہی شامل کرتا تھا۔ ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام عرض کیا مگر حضور انور نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کیا ہوا ہے۔ اس دوران میں آپ نے ارشاد فرمایا ”میں کھانا عائشہ کے گھر کھاتا ہوں مجھے جو بھی کھانا بھیجے عائشہ کے گھر بھیجے“ فقیر اس وقت جان گیا کہ مجھ سے چہرہ مبارک پھیرے رکھنے کی وجہ یہی ہے کہ فقیر اس ایصالِ ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریک نہیں کرتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے ایصالِ ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ تمام ازواجِ مطہرات کو کہ یہ بھی حضور کے اہل بیت میں داخل ہیں، شامل کرتا ہے اور ان تمام اہل بیت سے وسیلہ پکڑتا ہے۔“ ۱۰۵

۳۹۔ عرسِ کاشبوت

کسی ولی اللہ کے وصال کے دن یا کسی دوسرے روز اس کی قبر پر یا کسی اور جگہ مسلمانوں کا جمع ہو کر اس بزرگ کے مناقب و کمالات اور سیرت و اخلاق کا تذکرہ

کرنے، لوگوں کو اس کے اخلاق اور اس کی سیرت کی پیروی کی ترغیب دینے اور کوئی چیز پکا کر ایصالِ ثواب کرنے کا نام عرس ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایک قسم کا تبلیغی اجتماع ہے اور لوگ ایک ولی اللہ کی عقیدت کی بناء پر بغیر کسی وقت و اشتہار کے جمع ہو جاتے ہیں اور دین کی باتیں سن لیتے ہیں۔ اس طرح انہیں تازگی ایمان کا سامان میسر آ جاتا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف، ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جب بزرگان دین وصال فرما جائیں اور مرہد کمال میسر نہ آئے تو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے۔ تاکہ دین و ایمان سلامت رہے۔ آپ نے فرمایا ”گزشتہ بزرگوں کے حالات و ارشادات پڑھا اور سنا کرو“۔

عرس ایسی ہی مجلس کا نام ہے جس میں کاملین کے حالات، ان کی سیرت پاک، ان کے ارشادات عالیہ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا بیان اور تذکرہ ہوتا ہے۔ لہذا کوئی بھی ایماندار ایسی مبارک روح پرور، پند و نصیحت سے لبریز محفل کو حرام اور بدعت کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اہلسنت و جماعت جس عرس کو جائز کہتے ہیں وہ یہی ہے۔

خواہشات و منکرات، فسق و فجور، لہو و لعب اور تاج گانے کی مجالس نہ عرس ہیں نہ ان کو عرس کا نام دینا روا اور درست ہے اور نہ ایسی مجالس شنیع کو اہلسنت و جماعت جائز اور مستند کہتے ہیں۔ جو شخص ان مجالس قبیحہ کو سامنے رکھ کر اصل عرس کی مذمت و تضحیک کرتا ہے اور حرام و بدعت قرار دیتا ہے وہ سراسر زیادتی کرتا ہے اور ذکرِ خیر کو روکنا ہے۔

دوسرے الفاظ میں تبلیغ دین سے لوگوں کو منحرف کرتا ہے۔ اب ہم حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ان کے اپنے ارشادات عالیہ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

آپ حضرت شیخ فرید قدس سرہ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:-

”حضرت خولجہ جیو قدس سرہ کے عرس مبارک کے ایام میں فقیر

دہلی آیا۔ ارادہ تھا حضرت (شیخ فرید) کی خدمت عالی میں بھی

حاضر ہو۔ آنے کی تیاری میں ہی تھا کہ آپ کے تشریف لے

جانے کی خبر مشہور ہو گئی تو ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔“ ۱۰۶

یہ عبارت بصراحت بتا رہی ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کسی بزرگ کے عرس میں شمولیت کے لئے دہلی تشریف لائے۔ عرس میں شرکت یا عرس کے لئے سفر اگر بدعت ہوتا تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز اسے اختیار نہ فرماتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے منع فرماتے کہ آپ بھی عرس میں شرکت نہ کیا کریں۔ مگر سارے مکتوبات کو چھان دیکھئے کسی بھی جگہ ممانعت عرس نہیں ملے گی۔ حالانکہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں عرسوں کا رواج تھا جیسا کہ مذکورہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔

۴۰۔ تصور شیخ

اپنے مرشد کی صورت کا نقشہ دل میں حاضر کرنا اور اس کے واسطے سے فیض ربانی کا منتظر ہونا ایک جائز اور درست فعل ہے اور صوفیاء و مشائخ کے طریقت کا معمول بہ عمل ہے۔ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تصور شیخ کے جواز و صحت کی مکتوبات شریف

میں تصریح اور اس کی برکات اور فوائد بیان فرمائیں ہیں۔ لہذا حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں اہل سنت و جماعت کے مسلک و مشرب کی وضاحت بھی ضروری ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”خواجہ محمد اشرف صاحب نے نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی ورزش کے متعلق لکھا تھا کہ ”نسبت رابطہ (تصور شیخ) کا اس حد تک غلبہ ہو چکا ہے۔ کہ نماز کے اندر بھی اپنے شیخ مقتدا کو مسجود (جس کو سجدہ کیا جائے) جانتا اور دیکھتا ہے۔ بالفرض تصور شیخ کو ہٹانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو نہیں ہٹتا۔“ اے محبت والے یہ دولت (تصور شیخ کی یہ کیفیت) وہ شے ہے جس کی طالبان صادق آرزو رکھتے ہیں۔ یہ کیفیت ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے۔ (تصور شیخ کی اس کیفیت) کا حامل فیض معرفت کیلئے مستعد اور اپنے شیخ مقتدا کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق یہ احتمال ہے کہ صرف چند روزہ صحبت سے اپنے شیخ مقتدا کے کمالات اپنے اندر جذب کر لے، نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی نفی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ تو مسجود الیہ (جس کی طرف سجدہ کیا جائے) ہے نہ کہ مسجود لہ (جس کو سجدہ کیا جائے) مسجودوں و مہرابوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ ان

کی طرف بھی سجدہ کیا جاتا ہے) ایسی دولت کا ظہور سعادت مند لوگوں کو میسر آتا ہے۔ تاکہ تمام حالات میں صاحب رابطہ (شیخ مقتدا کو فیض کا واسطہ جانتے رہیں اور تمام اوقات اسی شیخ مقتدا کی جانب متوجہ رہیں) ان بے نصیبوں کی طرح نہیں جو اپنے آپ کو بے نیاز جانتے ہیں۔ اور اپنی توجہ کا قبلہ اپنے شیخ سے پھیر لیتے ہیں۔ اور اپنے معاملہ طریقت کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔“ ۱۰۷

نسبت رابطہ (تصور شیخ) وہ عظیم دولت ہے جس کی طالبان صادق تمنا کرتے ہیں ہزاروں میں سے کسی ایک کو یہ دولت و سعادت نصیب ہوتی ہے۔ ایسی نسبت کا حامل ذی استعداد ہوتا ہے۔ ایسے شخص میں اخذ فیض کی پوری صلاحیت ہوتی ہے۔ ایسا شخص چند روزہ صحبت سے درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ لہذا تصور شیخ کی نفی کرنا اور اسے اپنے دل سے ہٹانا اچھا نہیں۔ کیونکہ نماز میں بھی اگر بے اختیار اس تصور کا غلبہ رہتا ہے تو اس تصور کو محض مسجود الیہ کی حیثیت حاصل ہے۔ جس طرح مساجد اور مساجد کے محراب۔ اس تصور کی حیثیت مسجود ولہ کی نہیں کہ شرک لازم آئے اور اس کی نفی کی ضرورت پڑے۔ مکتوبات امام ربانی میں اس عبارت کے علاوہ بھی تصور شیخ کے متعلق حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو فرمائی ہے اور اس کو جائز اور درست قرار دیا ہے۔

۴۱۔ محفل میلاد شریف

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر ولادت، آپ کے معجزات اور آپ کی سیرت طیبہ کے بیان کی مجلس کو مجلس میلاد شریف کہا جاتا ہے۔ نیز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف و محامد جس مبارک محفل میں بیان ہوں اسے محفل میلاد کہتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی و مسرت کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ وہ حضور ﷺ کا ذکر ولادت سنے، حضور ﷺ کے معجزات اور سیرت طیبہ کے حالات سن کر اپنے قلب کو منور اور عطاوت ایمانی میں اضافہ کرے۔ کیونکہ مسلمان کے نزدیک جان، مال، اولاد اور ماں باپ غرض ہر شے سے زیادہ حضور ﷺ کی ذات محبوب ہے۔ پھر شرع شریف میں نیک مجالس کے قیام کی ترغیب موجود ہے لہذا حضور نبی کریم ﷺ سے رشتہ محبت کی بناء پر اہل اسلام وقتاً فوقتاً حسب حالات اس طرح کی محافل و مجالس کا انعقاد کر کے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں۔ اس مسئلہ میں بھی حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مسلک کون لوگ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

”آپ کے خط میں مولود خوانی کے متعلق درج تھا (سو اس کا جواب یہ ہے) کہ مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ اور حضور اقدس ﷺ کی نعت شریف اور منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو

اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے اور قصیدے پڑھنے میں راگ اور موسیقی کے قواعد کی رعایت و پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآن میں تبدیلی واقع نہ ہو اور قصیدے پڑھنے میں شرائط موسیقی کا لحاظ نہ ہو اور غرض صحیح کے تحت پڑھے جائیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔“ ۱۰۸

مولود خوانی یا مجلس میلاد (محفل میلاد) کے متعلق مکتوبات شریف کی یہ عبارت آپ کے سامنے ہے۔ جس میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مولود خوانی یا مجلس میلاد کا انعقاد درست اور جائز قرار دیا ہے۔ اس کی کوئی ممانعت نہیں اور نہ اس کے انعقاد میں کوئی حرج یا مضائقہ ہے۔ آپ نے ناروا چیزوں کی وضاحت کی ہے کہ نعت خوانی کو موسیقی یا گانے کا رنگ دیا جائے۔ تالیاں بجائی جائیں اور اس طرح کی بے ہودہ حرکات کا مظاہر کیا جائے یا قرآن حکیم گانے کی طرز پر پڑھا جائے جس سے اُس کے الفاظ ہی تبدیل ہو جائیں اور ان میں تحریف واقع ہو جائے۔ اس طرح کی صورت حال بلاشبہ غلط اور ناجائز ہے۔ محفل میلاد کی وہ مجلس جو ان قباحتوں سے پاک ہو وہ ٹھیک ہے اس کی ممانعت نہیں۔

۴۲۔ نوافل کی نسبت فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نوافل کی نسبت فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے۔

”ادائے فرائض میں خصوصاً کوشش کرنی چاہئے اور حلت و حرمت میں بڑی احتیاط برتنی چاہیے اور عبادات نوافل کو عبادات فرائض کے مقابلہ میں خس و خاشاک کی طرح بے اعتبار جاننا چاہئے۔ اس زمانہ میں لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں۔ یعنی نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو بے اعتبار جانتے ہیں۔“ ۱۰۹

۴۳۔ نماز تہجد کو باجماعت ادا کرنا خلاف سنت ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

”طریقہ علیہ کے بعض متاخرین خلفاء نے اس طریق میں بھی نئی باتیں نکالی ہیں اور ان بزرگواروں کے اصل راستہ کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ ان کے بعض مریدوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ان نئی نئی باتوں نے اس طریقہ کو کامل کر دیا ہے ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔
مُكَبَّرَاتُ كَلِمَةِ تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ مِنْهُ جُحُودًا وَ بَابَاتُ بَرِيٍّ۔ بلکہ انھوں نے اس کے خراب اور ضائع کرنے

میں کوشش کی ہے۔ افسوس ہزار افسوس کہ جن بدعتوں کا دوسرے سلسلوں میں نام و نشان تک نہیں پایا جاتا وہ اس طریقہ علیہ میں پیدا کر دی ہیں۔ نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں اور گرد و نواح سے اس وقت لوگ تہجد کے واسطے جمع ہو جاتے ہیں اور جمعیت سے ادا کرتے ہیں اور یہ عمل مکروہ ہے۔ بکراہت تحریم۔ بعض فقہاء نے جن کے نزدیک تداعی (یعنی ایک دوسرے کو بلانا) کراہت کی شرط ہے اور نفل کی جماعت کو مسجد کے ایک کونے میں جائز قرار دیا ہے۔ تین آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو بالاتفاق مکروہ کہا اور نماز تہجد کو اس وجہ سے تیرہ رکعت جانتے ہیں جن میں سے بارہ رکعت کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور دو رکعت کو بیٹھ کر۔ تاکہ ایک رکعت کا حکم پیدا کریں اور اس سے مل کر تیرہ ہو جائیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ نے جو کبھی تیرہ رکعت ادا کی ہیں اور کبھی گیارہ رکعت اور کبھی نو اور کبھی سات تو اس میں نماز تہجد کے ساتھ وتر نے مل کر فرودیت کا حکم پیدا کیا ہے۔ نہ یہ کہ بیٹھ کر دو رکعت ادا کرنے کو کھڑے ہو کر ایک رکعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس قسم کے علم و عمل کا باعث سنت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عدم اتباع ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ علماء ہی کے شہروں میں جو

مجتہدین علیہم الرضوان کا وطن ہے اس قسم کے محدثات اور بدعات رواج پا گئے ہیں، حالانکہ ہم فقیر اسلامی علوم انہی کی برکت سے حاصل کرتے ہیں۔ واللہ سبحانہ العلیہم للصلوات۔ اللہ تعالیٰ بہتری کی طرف الہام کرنے والا ہے، غم دل کو ظاہر اس لئے نہیں کرتا کہ ڈرتا ہوں کہ میرا دل ہی سن سن کر آرزو نہ ہو جائے۔“ ۱۱۰

۳۴۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب کے

مقلد تھے

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:-

”حاسدوں کے بے جا تعصب اور فاسد نظر پر افسوس! ہزار افسوس!!! امام ابو حنیفہ فقہ کے بانی ہیں۔ تین چوتھائی فقہ ان کے لئے مسلم ہے جبکہ باقی آئمہ ایک چوتھائی میں سارے شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ امام ابو حنیفہ ہیں اور باقی سب ان کے بال بچے ہیں۔ باوجود اس کے کہ میں مذہب حنفی کا پابند ہوں

لیکن مجھے امام شافعی سے گویا ذاتی محبت ہے اور انہیں بزرگ جانتا ہوں۔ اس لئے بعض نقلی کاموں میں ان کی تقلید کر لیتا ہوں۔ لیکن کیا کروں کہ دوسرے آئمہ مجتہدین کو دافر علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام ابو حنیفہ کے سامنے بچوں کی طرح دیکھتا ہوں۔“ ۱۱۱

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی مذہب کی حقانیت و قبولیت اور انفرادیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”محمود رحمۃ اللہ علیہما کو یہ بھی بتایا تھا آپ لکھتے ہیں:

”بغیر تکلف کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کثرت فی علم سے اس مذہب حنفی کی نورانیت بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اور باقی مذاہب حوضوں اور نہروں کی مانند نظر آتے ہیں۔ اور ظاہری نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ مسلمانوں کا سوا اعظم تبعین امام ابو حنیفہ پر مشتمل ہے۔ علیہم الرضوان اور پیروکاروں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب حنفی اصول و فروع میں باقی تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط مسائل میں اس کا طریقہ کار ہی نرالا ہے اور یہ اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔“ ۱۱۲

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بھی تصریح فرمائی ہے:

”حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے واپس تشریف لانے کے بعد شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع بھی کریں گے کیونکہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں ہے۔ قریب ہے کہ ظاہر بین علماء حضرات عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجتہدات کا کمال وقت اور غموض مآخذ کے سبب انکار کریں گے اور کتاب و سنت کے خلاف جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ کی مثال امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہے کہ ورع و تقویٰ کی برکت سے اور متابعت سنت کے باعث اجتہاد و استنباط میں اعلیٰ مقام پایا ہے کہ دوسروں کا فہم اُس کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے اور اُن کی مجتہدات کو وقت معانی کے سبب کتاب و سنت کے خلاف جانتے ہیں اور انھیں اور اُن کے ساتھیوں کو اصحاب رائے شمار کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اُن کے علم و درایت کی حقیقت تک نہ پہنچنے اور اُن کے فہم پر مطلع نہ ہونے کے باعث ہے۔ امام اعظم کی فراست دیکھیے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وقت فقہت سے جب کچھ حصہ ملا تو بیساختہ کہہ اٹھے کہ تمام فقہاء ابوحنیفہ کے

بال بچے ہیں۔ بَنَانُ النَّاسِ فِیْ فَفْہِ عَنَّا عَلٰی فَفْہِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَہٗ اَفْسُوْا اَنْ قَاصِرَ نَظَرِ لَوْ کُوْنُ الْجِرَأتِ پَر ہے جو اپنے نقص کو دوسرے کے سرمنڈھتے ہیں۔۔۔ اور اسی مناسبت کے باعث، جو امام اعظم سے حضرت روح اللہ رکھتے ہیں، یہ ہوگا۔ جیسا کہ خواجہ محمد پارسا نے فصول سنیہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد مذہب حنفی کے مطابق عمل کریں گے یعنی حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد سے موافقت رکھے گا، یہ نہیں کہ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حنفی مذہب کی تقلید کریں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پیغمبری اس سے کہیں بلند تر ہے کہ وہ علمائے امت میں سے کسی کی تقلید کریں۔“ ۱۱۳

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رضی اللہ عنہ کی فقہی تقلید کرنے والے حنفی، حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے مالکی، حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے شوافع اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے حنابلہ اور سلاسل ہائے روحانی، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

مجدد، سلسلہ عالیہ قادریہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ سہروردیہ اور دیگر سلاسل کے متوسلین، مریدین و معتقدین یعنی نقشبندی، قادری، چشتی اور سہروردی یہ فرقے نہیں بلکہ یہ سب اہل سنت و جماعت ہیں۔ گمراہی سے بچنے کے لئے آئمہ مجتہدین میں سے کسی نہ کسی امام کی تقلید بالخصوص فقہ حنفی کی تقلید اور کسی نہ کسی روحانی سلسلہ میں منسلک ہونا لازمی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادات مبارکہ میں بار بار تاکید و تلقین فرمائی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں کے عقائد ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ آخرت میں نجات صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر چلنے میں ہوگی۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان بڑی عقیدت و محبت کا دم بھرتے ہیں لیکن ان کا عمل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات کے مطابق ہونا ضروری اور لازمی ہے ورنہ انکی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی اور عقیدت زبانی جمع خرچ اور غامۃ الناس کو دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔

تأخذ:

- ۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی: مترجم مکتوبات امام ربانی
- ۲۔ محمد عبدالحکیم خان اختر مجددی مظہری شاہ جہان پوری: تجلیات امام ربانی
- ۳۔ مولانا سعید احمد نقشبندی: مسلک امام ربانی
- ۴۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقیوری: ارشادات مجدد

مذہب اہلسنت وجماعت کی حقانیت

مذہب اہلسنت وجماعت کی حقانیت کے بارے میں اور اس کے ثبوتی گروہ

ہونے کے حقائق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

اگر کہیں کہ یہ کہیے معلوم ہوا کہ اہلسنت وجماعت ہی ثانی فرقہ ہیں اور یہی راہ راست ہے اور اللہ
 دالوں کا راست ہے اور باقی تمام راستے (فرقے) انہم کی طرف جاتے ہیں اور ہر فرقہ یہی دعویٰ کرتا
 ہے کہ وہ راہ راست پر ہے اور اسی کا مذہب برحق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف دعویٰ کر دینا
 برحق ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے دلیل چاہئے اہلسنت وجماعت کے برحق ہونے کی
 یہ دلیل ہے کہ یہ دین اسلام نکل سے جا رہا ہے، کچھ کیلئے محمد و خلیل کافی نہیں ہے جبکہ اہلسنت کی
 حقانیت مثلاً اقرا اخبار کے ذریعے ثابت ہوئی ہے اور احادیث اور آثار میں غور و خوض کرنے سے یہ
 یقین پختہ ہوتا ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین اور ان سے بعد کے تمام بزرگ یہی
 عقائد رکھتے تھے اور اسی طریقے پر تھے اور مذہب و ارشادات انکار میں بدعت و ہوس کی لحاظ
 صدر راوی کے بعد ہوئی اور صحابہ و سلف محدثین میں سے کوئی ایک بھی ان کے طریقے پر نہ تھا وہ ایسے
 راستوں سے بدی تھے۔ بزرگوں کی صحبت و محبت کے رشتے کو دوسرے فرقوں نے توڑ دیا اور اس کا رد
 کیا اور صحاح ستہ و دوسری مشہور و معتبر کتب احادیث کہ اسلامی احکام کا جنم پر دار و مدار ہے
 اور چاروں مذاہب کے آخر مجتہدین و فقہاء و غیر وہ سب زمرہ اہلسنت وجماعت سے تھے۔ سب اسی
 مذہب پر تھے اور اشاعر و ماترید یہ کہ اصول کلام کے امام تھے انہوں نے بھی سلف صالحین کے
 مذہب کی تائید کی اور اسے عقلی دلائل سے ثابت کیا اور جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور
 اتباع سلف سے ثابت ہے اسے سوئد کیا، اسی وجہ سے اس جماعت کا نام اہلسنت وجماعت پڑ گیا
 ۔ اگرچہ تاہی مکرر وہاں کا یہ نام بعد میں رکھا گیا لیکن ان کا مذہب اور عقیدہ قدیم ہے اور ان کا طریقہ یہی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و اتباع کرنا اور سلف صالحین کے آثار کی اقتداء کرنا اور انھوں کو ان
 کے ظاہر پر محمول کرنا ہے۔